ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

5 رمضان المبارک 1442ھ | مئی 2021ء

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے

91 سال

تعمیر جدید دار القرآن

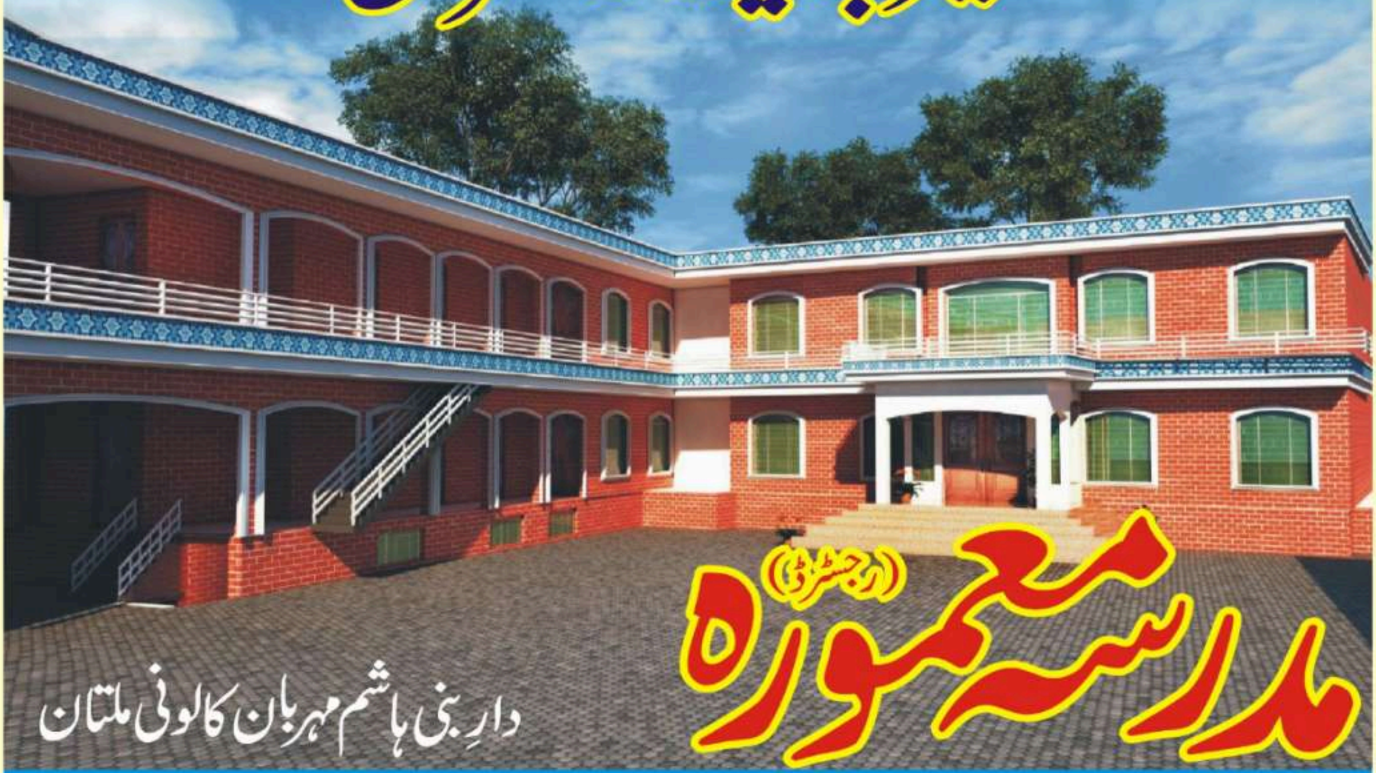

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دارالقرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہوچکی ہے۔

☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دارالحدیث، دارالاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 32 شمارہ 05 مئی 2021ء / رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

Regd.M.NO.32

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسؤل

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ———— 300/- روپے

بیرونِ ملک ———— 5000/- روپے

فی شمارہ ———— 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

دل کی بات	وقتِ دُعا ہے	سید محمد کفیل بخاری	2
دین و دانش	غزوہ اُحد میں پہنچنے والے نقصان کی حکمتیں	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی	4
//	بوقت بیعت ابوبکر دلخراش واقعہ نبود	عطا محمد جنجوعہ	13
//	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	فرید اللہ مروت	17
//	سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	21
//	اعتکاف کے مسائل	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ	23
//	عیدالفطر.....صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)	حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	32
//	ماہِ شوال کے 6 روزے	محمد نجیب سنبھلی قاسمی	36
مطالعہ قادیانیت	مرزا قادیانی اور حج بیت اللہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ	شیخ راحیل احمد مرحوم (قسط:۱)	38
ادب	نعت شریف	اکبر الہ آبادی	43
//	منقبت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	نادر صدیقی	44
//	لاہور لہو لہو	سید سلمان گیلانی	45
//	تعارف	حبیب الرحمٰن بٹالوی	46
تاریخ احرار	تاریخ احرار (قسط:۱۳)	مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ	47
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب	مبصر: مفتی نجم الحق، مفتی صبیح ہمدانی	56
اخبار الاحرار	اخبار الاحرار	ادارہ	58
یادِ رفتگان	آہ!! علامہ محمد رمضان نعمانی رحمہ اللہ	محمد عبدالواجد لطیف	60
//	شیخ الحدیث حضرت مولانا امداد اللہ	مولانا محمد الطاف معاویہ	61
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

سید محمد کفیل بخاری دل کی بات

وقتِ دُعا ہے

سچی بات یہ ہے کہ کچھ بھی لکھنے یا بولنے کو جی نہیں چاہتا۔ کورونا وباء سے کتنے لوگ ہم سے بچھڑ گئے اور منوں مٹی اوڑھ کر اپنی قبروں میں سو گئے۔ گزشتہ دو برسوں میں جتنا نقصان ہوا، کبھی حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آیا تھا۔ کتنے جید علماء و مشائخ اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہمارے بزرگ بھائی اور بہنیں اللہ کی بار گاہ میں حاضر ہو گئے۔ جانے والے بڑی تیزی سے جا رہے ہیں آج وہ، کل ہماری باری ہے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَعَافِھِمْ وَاعْفُ عَنْھُمْ وَاَکْرِمْ نُزُلَھُمْ وَاَدْخِلْھُمُ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ**

رنج و غم اور مصیبت کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار اور عافیت طلب کرنا چاہیے۔ ہے تو یہ عذاب، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں اور کافروں سب پر آیا ہے، اس وقت پوری دنیا کورونا وباء کی زد میں ہے۔ تمام تر انسانی تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی سہارا باقی نہیں رہا۔ وہی ہے اللہ جس کی تدبیر انسانی تدبیروں پر غالب اور قوی ہے۔

ایک طرف یہ حال ہے اور دوسری طرف ہمارے حکمران توبہ و استغفار کی بجائے دین دشمنی میں حدوں سے آگے نکل رہے ہیں۔ ایف اے ٹی ایف اور ورلڈ بینک کی شرائط و تجاویز کو من و عن تسلیم کر کے قوم کو دائمی غلامی کی زنجیروں میں بری طرح جکڑ دیا گیا ہے۔ تعلیم، معیشت و تجارت کا بیڑہ غرق کر دیا گیا ہے۔ منہ زور مہنگائی نے عوام کا جینا محال کر دیا ہے۔ وقف املاک ایکٹ کے ذریعے دینی مدارس و مساجد کی آزادی و خودمختاری سلب کر لی گئی ہے۔ ایسا تو کفار کی حکومتوں نے بھی نہیں کیا جو مسلم حکمران کر رہے ہیں۔ مدارس و مساجد کو مکمل طور پر حکومتی یعنی استعماری قوتوں کے کنٹرول میں دینے کا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہو کر اسلام آباد میں نافذ ہو چکا ہے۔ ملکی نصاب تعلیم سے بڑی تیزی کے ساتھ قرآن و حدیث کو نکالنے کا کام جاری ہے۔ بہت کچھ ہو چکا اور تھوڑا باقی ہے۔ خوفناک اور تباہ کن مستقبل کا منظر سامنے ہے۔ شاید مستقبل میں خدانخواستہ مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کا نام لینا بھی مشکل اور دشوار ہو جائے۔ آثار اچھے نہیں۔

مدارس ومساجد اور دین اسلام کی دعوت وتبلیغ سے وابستہ حضرات وخواتین کی خدمت میں درخواست ہے کہ آزمائش کی اس گھڑی میں مسنون اعمال اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔ رحمت دوعالم، خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مصیبت اور غم میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول ہوئیں۔ تمام مسلمان انفرادی واجتماعی طور پر وباء کے دور ہونے اور مریضوں کی شفایابی کے لیے دعائیں کریں۔

دین دشمن مقتدر قوتوں کے زوال و بربادی اور اُن کے منصوبوں کی ناکامی کے لیے مساجد و مدارس میں نماز فجر یا عشاء میں قنوتِ نازلہ کا اہتمام کریں۔

صبح وشام کی مسنون دعائیں خصوصاً دعاء انس رضی اللہ عنہ کا معمول بنائیں۔ دین دشمن مقتدر اشخاص اور قوتوں کی بربادی کا تصور کرکے ہر نماز کے بعد یہ دعا خاص طور پر پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِهِمۡ وَنَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شُرُوۡرِهِمۡ . 11 مرتبہ

اوّل آخر 3-3 مرتبہ یہ درود پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الۡقَاهِرِیۡنَ عَلٰی اَعۡدَآءِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ .

اے اللہ! ہم بہت کمزور اور ناتواں ہیں۔ ساری دنیا سے مایوس ہیں مگر تیری رحمت سے ہرگز مایوس نہیں۔ اے اللہ! آپ ہی کا فرمان ہے۔ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ. اے اللہ! تیرے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں، ہمارا جینا مرنا تیرے لیے ہے، اے اللہ! ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما کر ایمان پر استقامت عطاء فرما۔ وطن عزیز پاکستان کی حفاظت فرما۔ وبائی مرض سے نجات عطاء فرما۔ دین دشمن مقتدرین ومتکبرین کو تباہ و برباد فرما اور اپنے دین کی خود حفاظت فرما۔ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! دین کی تعلیم وتبلیغ کے راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور فرما۔ آمین یا رب العلمین۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

غزوہ اُحد میں پہنچنے والے نقصان کی حکمتیں

حق جل وعلا نے غزوہ احد کے بیان میں **واذ غدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال** (۱) سے ساٹھ آیتیں نازل فرمائیں، جن میں سے بعض آیات میں مسلمانوں کی ہزیمت وشکست کے اسباب اور علل اسرار اور حکم کی طرف اشارہ فرمایا جو مختصر توضیح کے ساتھ ہدیہ ناظرین ہیں۔

(1) تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے پیغمبر کا حکم نہ ماننے، ہمت ہار دینے اور آپس میں جھگڑنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۲)

''اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جبکہ تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل کر رہے تھے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور حکم عدولی کی بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبوب چیز یعنی فتح ونصرت تم کو دکھا دی، بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض خالص آخرت کے طلب گار تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا، یعنی شکست دی تاکہ تمہارا امتحان کرے اور تمہاری اس لغزش کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔''

(2) اور تاکہ پکے اور کچے کا اور جھوٹے اور سچے کا امتیاز ہوجائے اور مخلص اور منافق، صادق اور کاذب کا اخلاص اور نفاق، صدق اور کذب ایسا واضح اور روشن ہوجائے کہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں اگرچہ پہلے ہی سے مخلص اور منافق ممتاز تھے لیکن سنت الٰہیہ اس طرح جاری ہے کہ محض علم الٰہی کی بناء پر جزا اور سزا نہیں دی جاتی۔ جو شئے علم الٰہی میں مستور ہے جب تک وہ محسوس اور مشاہد نہ ہوجائے اس وقت تک اس پر ثواب اور عقاب مرتب نہیں ہوتا۔

در محبت ہر کہ او دعوی کند — صد ہزاراں امتحان بروے فتد
گر بود صادق کشد بار جفا — ور بود کاذب گریزد از بلا
عاشقاں را درد دل بسیار می باید کشید — جور یار و غصۂ اغیار می باید کشید

(محبت کے ہر دعوے دار کو لاکھوں امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر سچا ہوا تو جفا کا بوجھ اٹھا لے گا، اور اگر جھوٹا ہوا تو آزمائش سے بھاگے گا۔ عاشقوں کو بہت دردِ دل برداشت کرنا ہوتا ہے، محبوب کا ناز اور غیروں کا غصہ برداشت کرنا ہوتا ہے)

(3) اور تا کہ اپنے خاص محبین اور مخلصین اور شائقین لقاء خداوندی کو شہادت فی سبیل اللہ کی نعمت کبریٰ اور منت عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں جس کے وہ پہلے سے مشتاق تھے اور بدر میں فدیہ اسی امید پر لیا تھا کہ آئندہ سال ہم میں سے ستر آدمی خدا کی راہ میں شہادت حاصل کریں گے۔ اس نعمت اور دولت سے حق تعالیٰ اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے ظالموں اور فاسقوں کو یہ نعمت نہیں دی جاتی ، قال تعالیٰ ۔

وَلِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَیَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُھَدَآءَ وَاللّٰہُ لَایُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ

’’اور تا کہ اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو ممتاز کردے اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے‘‘۔

(4) اور تا کہ مسلمان اس شہادت اور ہزیمت کی بدولت گناہوں سے پاک اور صاف ہوجائیں اور جو خطائیں ان سے صادر ہوتی ہیں وہ اس شہادت کی برکت سے معاف ہوجائیں۔

(5) اور تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو مٹادے۔ اس لیے کہ جب خدا کے دوستوں اور محبین اور مخلصین کی اس طرح خونریزی ہوتی ہے تو غیرتِ حق جوش میں آجاتی ہے اور خدا کے دوستوں کا خون عجیب رنگ لے کر آتا ہے، جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جن دشمنانِ خدا نے دوستانِ خدا کی خونریزی کی تھی وہ عجیب طرح سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ، شمع را چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

(تم نے دیکھا کہ پروانے کے خونِ ناحق کرنے کی سزا میں شمع کو اپنی رات صبح میں تبدیل کرنے کی مہلت بھی نہ ملی)

وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَیَمۡحَقَ الۡکٰفِرِیۡنَ(۳)

’’اور تا کہ اللہ تعالیٰ مومنین کا میل کچیل صاف کردے اور کافروں کو مٹادے‘‘۔

(6) اور تا کہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں، کبھی دوستوں کو فتح ونصرت سے سرفراز کرتے ہیں اور کبھی دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔

وَتِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیۡنَ النَّاسِ (۴)

’’اور ان دنوں کو ہم لوگوں میں باری باری پھیرتے رہتے ہیں‘‘۔

مگر انجام کار غلبہ دوستوں کا رہتا ہے **والعاقبة للمتقين** اس لیے کہ اگر ہمیشہ اہل ایمان کو فتح ہوتی رہے، تو بہت سے لوگ محض نفاق سے اسلام کے حلقہ میں آشامل ہوں، تو مومن اور منافق کا امتیاز نہ رہے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کون ان میں سے خاص اللہ کا بندہ ہے اور کون ان میں سے عبدالدینار والدرہم ہے۔

اور اگر ہمیشہ اہل ایمان کو شکست ہوتی رہے تو بعثت کا مقصد (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ) حاصل نہ ہو۔ اس لیے حکمت الٰہیہ اس کو مقتضی ہوتی ہے کہ کبھی فتح ونصرت ہو اور کبھی شکست اور ہزیمت ہو تا کہ کھرے اور کھوٹے کا امتحان ہوتا رہے۔ قال تعالیٰ:

مَاكَانَ اللهُ لِيَذرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (۵)

''اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑ نا چاہتے ۔ یہاں تک کہ جدا کردے ناپاک کو پاک سے اور انجام کار غلبہ اور فتح حق کو ہو۔''

(7) نیز اگر ہمیشہ دوستوں کو فتح ہوتی رہے اور ہر معرکہ میں ظفر اور کامیابی ان کی ہم رکاب رہے تو اندیشہ یہ ہے کہ کہیں دوستوں کے پاک وصاف نفوس طغیان اور سرکشی اور غرور واعجاب میں مبتلا نہ ہو جائیں ۔(۶)

اس لیے مناسب ہوا کہ کبھی راحت اور آرام ہو اور کبھی تکلیف اور ایلام، کبھی سختی اور کبھی نرمی کبھی قبض اور کبھی بسط ۔

چونکہ قبضے آیدت اے راہرو آن صلاح تست آیس دل مشو

چونکہ قبض آمد تو دروے بسط بین تازہ باش وچین می فگن بر جبین

(اے راہ رو! جب تنگی سے دو چار ہو تو مایوس نہ ہو کیونکہ اس میں تیرا فائدہ ملحوظ ہے، جب تنگی آئے تو اس میں کشادگی سمجھ، ترو تازہ رہ اور ماتھے پر بل نہ ڈال)

(8) اور تا کہ شکست کھا کر شکستہ خاطر ہوں، اس وقت حق جل وعلاء کی طرف سے عزت اور سربلندی نصیب ہو، اس لیے کہ عزت ونصرت کا خلعت ذلت اور انکساری ہی کے بعد عطا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (۷)

''اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی درآنحالیکہ تم بے سروسامان تھے''۔

وقال تعالیٰ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْاَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا (۸)

''اور جنگ حنین میں جب تمہاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈالا تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی''۔

حق جل شانہٗ جب اپنے کسی خاص بندے کو عزت یا فتح اور نصرت دینا چاہتے ہیں تو اول اس کو ذلت اور خاکساری اور عجز اور انکساری میں مبتلا کرتے ہیں، تا کہ نفس کا تنقیہ ہو جائے اور اعجاب اور خود پسندی کا فاسد مادہ یکلخت خارج ہو جائے، اس طرح ذلت کے بعد عزت اور ہزیمت اور شکست کے بعد فتح ونصرت اور فنا کے بعد بقاء عطا فرماتے ہیں۔

عارف رومیؒ فرماتے ہیں

بس زیادتہا درون نقصہاست مر شہیدان را حیات اندر فناست

مردہ شو تا مخرج الحی الصمد زندہ زین مردہ بیرون آورد

آن کسے را کہ چنیں شاہے کشد سوئے تخت و بہترین جاہے کشد

نیم جان بستاند و صد جان دہد آنچہ درو ہمت نیاید آن دہد

(نقصانوں میں بے تحاشا اضافے پوشیدہ ہیں، شہیدوں کی تو زندگی ہی اس فنا میں چھپی ہوئی ہے۔تو مردہ بن

جا تا کہ الحی الصمد تجھے اس مردہ سے زندہ نکالے، کہ اس کا کام ہی مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو برآمد کرنا ہے۔ جو ایسے شاہ کو موت دیتا ہے وہ اس کو تخت اور بہتر رتبے کی طرف کھینچتا ہے، آدھی ادھوری روح کو نکال لیتا ہے اور سو جانوں والی روح عطا فرماتا ہے، بلکہ ایسی ایسی نعمتیں دیتا ہے جو خیال میں بھی نہیں سما تیں)

(9) اور تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدون مجاہدہ عظیم اور بغیر ریاضت تامہ کے مراتب اور درجات عالیہ کا دل میں خیال باندھ لینا مناسب نہیں۔ کما قال تعالیٰ:

أَمۡ حَسِبۡتُمۡ أَن تَدۡ خُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ (۹)

''کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور صابرین کا امتحان نہیں لیا''۔

(10) اور تا کہ تمہارے پاک نفوس دنیا کی طرف میلان سے بالکلیہ پاک اور منزہ ہو جائیں اور آئندہ سے کبھی بھی دنیائے حلال (یعنی مال غنیمت) کے حصول کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے کہ ہمارے رسول کے حکم کے خلاف مال غنیمت کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے کیوں اترے، ہم نے اس وقت تمہاری اس فتح کو شکست سے اس لیے بدلا ہے کہ تمہارے قلوب آئندہ کے لیے دنیائے حلال (یعنی مال غنیمت) کی طرف میلان سے بھی پاک اور منزہ ہو جائیں اور دنیائے دوں کا وجود اور عدم تمہاری نظر میں برابر ہو جائے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَ ثَابَكُمۡ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيۡلَا تَحۡزَ نُوۡا عَلٰى مَافَاتَكُمۡ وَلَا مَآ اَصَابَكُمۡ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (۱۰)

''پس اللہ تعالیٰ نے تم کو اس مال غنیمت کی طرف مائل ہونے کی پاداش میں غم پر غم دیا تا کہ آئندہ کو تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے، اس پر غمگین نہ ہو اور نہ کسی مصیبت کے پہنچنے سے تم پریشان ہو اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔

یعنی اس وقتی ہزیمت اور شکست میں ہماری ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ تم زہد اور صبر کے اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جاؤ کہ جہاں دنیا کا وجود اور عدم نظروں میں برابر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حق جل شانہٗ کا دوسری جگہ ارشاد ہے

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ لِّكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ (۱۱)

''نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں میں مگر وہ پہلے ہی سے لوح محفوظ میں مقدر ہوتی ہے اور تحقیق یہ امر اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے اور مصائب کے نازل کرنے میں اللہ کی حکمت یہ ہے کہ تم صبر میں اس درجہ کامل ہو جاؤ کہ اگر دنیا کی کوئی چیز تم سے فوت ہو جائے تو اس پر غمگین نہ ہوا کرو اور دنیا کی جو چیز اللہ تم کو عطا کرے تو تم اس دنیا کی چیز کو دیکھ کر خوش نہ ہوا کرو اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔''

دنیا کے آنے سے دل کا خوش نہ ہونا اور دنیا کے جانے سے دل کا رنجیدہ نہ ہونا یہ زہد اور صبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔حق جل شانہٗ نے ان آیات میں ارشادفرمایا کہ معرکہ احد میں صحابہ کو جو یہ غم دیا گیا کہ فتح کو شکست میں بدل دیا اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ آئندہ سے صحابہ کے دل میں دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ ہوا کرے اور دنیا کا وجود اور عدم ان کی نظروں میں برابر ہوجائے اور ہر حال میں قضاء الٰہی پر راضی اور خوش رہنا، منافقین اور جہلاء کی طرح خداوند ذوالجلال سے بدگمان نہ ہوں کہ اس وقت خداتعالیٰ نے ہماری مدد کیوں نہ فرمائی، محبّ مخلص کی شان تو یہ ہونی چاہیے۔

زندہ کُنی عطائے تو ور بکُشی فدائے تو
جان شدہ مبتلائے تو ہر چہ کُنی رضائے تو
ماپروریم دشمن و یا می کُشیم دوست　　جرأت کسے کہ جرح کند در قضائے ما

(تو زندہ کردے تو تیری عطا ہے، اور اگر موت دے دے تو ہم تجھ پر فدا ہوں، جب جان تیری محبت میں مبتلا ہوگئی تو جو بھی تو فیصلہ کرے ہمارے لیے وہ رضا ہے۔ اگر دشمن کو پالیں یا دوست کو فنا کردیں، کسے جرأت کہ ان فیصلوں میں جرح کر سکے)

(11) نیز یہ واقعہ آپ کی وفات کا پیش خیمہ تھا جس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگر چہ اس وقت تم میں سے بعض لوگوں کے بمقتضائے بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر سن کر پاؤں اکھڑ گئے، چونکہ اس کا منشاء معاذ اللہ بزدلی اور نفاق نہ تھا بلکہ غایتِ ایمان و اخلاص اور انتہائی محبت و تعلق تھا کہ اس وحشت اثر خبر کی دل تاب نہ لا سکے اور اس درجہ پریشان ہوگئے کہ میدان سے پاؤں اکھڑ گئے، اس لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارا یہ قصور معاف فرمادیا۔

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲)

''اور اللہ تعالیٰ تو ایمانداروں پر بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے''۔

لیکن آئندہ کے لیے ہوشیار اور خبر دار ہوجاؤ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین اور آپ کی سنت اور آپ کے جادۂ استقامت سے نہ پھر جانا۔ آپ کی وفات کے بعد کچھ لوگ دین سے پھر جائیں گے جس سے فتنہ ارتداد کی طرف اشارہ تھا۔

اور مقصود تنبیہ ہے کہ آپ ہی کے طریق پر زندہ رہنا اور آپ ہی کے طریق پر مرنا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وفات پاجائیں یا قتل ہوجائیں تو ان کا خدا تو زندہ ہے اور یہ آیتیں نازل فرمائیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقٰبِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (۱۳)

''اور نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول ہی تو ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر گئے، پس اگر آپ کا وصال ہوجائے یا آپ شہید ہوجائیں تو کیا تم دین اسلام سے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہوجائے تو

وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کا قبیلہ ہمدان مرتد ہونے لگا تو عبداللہ بن مالک ارجبی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کو جمع کر کے یہ خطبہ دیا۔

یامعشر همدان انکم لم تعبدوا محمدا علیه السلام انما عبد تم رب محمد (علیه السلام) وهو الحی الذی لا یموت غیر انکم اطعتم رسوله بطاعة الله واعلموا انه استنقذکم من النار ولم یکن الله لیجمع اصحابه علی ضلالة...

''اے گروہ ہمدان! تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتے تھے اور رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حی لا یموت ہے۔ ہاں تم اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے تھے تاکہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کا ذریعہ بن جائے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے رسول کے ذریعے آگ سے چھڑایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

اور یہ شعر کہے۔

لعمری لئن مات النبی محمد لما مات یا ابن القیل رب محمد

''قسم ہے میری زندگی کی کہ اگر نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ کا پروردگار زندہ ہے اے سردار کے بیٹے۔

دعــا الیــه ربّــه فــاجــابــه فیا خیر غوری و یا خیر منجد

ان کے پروردگار نے ان کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی، آپ نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کرلیا۔ سبحان اللہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم غور ونجد (بلند وپستی) کے رہنے والوں میں سے سب سے افضل اور بہتر تھے''۔ (۱۴)

غزوہ احد میں فتح کے بعد ہزیمت پیش آجانے کی حکمت اور مصلحت پر اجمالی کلام

حسب وعدہ خداوندی شروع دن میں مسلمان کافروں پر غالب رہے، مگر جب اس مرکز سے ہٹ گئے جس پر اللہ کے رسول نے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور مال غنیمت جمع کرنے کے لیے پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور فتح شکست سے بدل گئی۔ بارگاہ خداوندی میں محبین مخلصین اور عاشقین صادقین کی ادنیٰ ادنیٰ بات پر گرفت ہوتی ہے۔ حق جل شانہٗ کو یہ ناپسند ہوا کہ اس کے محبین مخلصین صحابہ کرام اللہ کے رسول کے حکم سے ذرہ برابر عدول کریں۔ اگرچہ وہ عدول کسی غلط فہمی اور بھول چوک سے ہی کیوں نہ ہو، نیز عاشق صادق کے شان عشق کے یہ خلاف ہے کہ وہ دنیا کی غنیمت کے جمع کرے، جس غنیمت کو جمع کرنے کے لیے صحابہ پہاڑ سے اترے تھے اگرچہ وہ دنیائے حلال اور طیب تھی **فکلوا مما غنتم حلالا طیبا** مگر صحابہ جیسے عاشقین صادقین کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ خداوند ذوالجلال کے بغیر اجازت اور اذن کے اس حلال وطیب کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

موسیا　آداب　داناں　دیگرند　　سوختہ　جانان　روانان　دیگرند

خداوند مطلق اور محبوب برحق نے اپنے محبین مخلصین کی تنبیہ کے لیے وقتی طور پر فتح کو شکست سے بدل دیا کہ متنبہ ہوجائیں کہ غیر اللہ پر نظر جائز نہیں اور علم ازلی میں یہ مقدر فرما دیا کہ وقتی طور پر اگر چہ شکستہ خاطر ہوں گے مگر عنقریب فتح مکہ سے اس کی تلافی کر دی جائے گی اور آئندہ چل کر قیصر و کسریٰ کے خزائن ان کے ہاتھوں میں دے دیئے جائیں گے۔ مقصود یہ تھا کہ محبین مخلصین کے قلوب دنیائے حلال کے میلان سے بھی پاک اور خالص بن جائیں، اسی بارہ میں حق شانہٗ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۵)

’’اور تحقیق اللہ نے تم سے جو فتح کا وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا، جس وقت کہ تم کفار کو بتائید خداوندی قتل کر رہے تھے، حتیٰ کہ (وہ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا) وہ سب تمہارے ہاتھ سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم نے حکم کی نافرمانی کی، بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری محبوب اور پسندیدہ چیز (یعنی کافروں پر غلبہ و فتح) کو تم کو تمہاری آنکھوں سے دکھلا دیا۔ تم میں سے بعض تو وہ تھے کہ دنیا (غنیمت) کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم میں سے وہ تھے جو صرف آخرت کے طلب گار اور جویا تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا اور حاصل شدہ فتح کو ہزیمت میں بدل دیا تا کہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون پکا ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ غلطی بالکل معاف کر دی۔ (لہٰذا اب کسی کو اس غلطی پر طعن و تشنیع بلکہ لب کشائی بھی جائز نہیں۔ اور خدا تعالیٰ تو معاف کر دے اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین پر بڑے ہی فضل والے ہیں۔‘‘

ان آیات میں حق جل شانہٗ نے یہ بتلا دیا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا اب وہ اہلِ اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا، اس کی وجہ ایک تو یہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ دنیائے فانی کے متاع آنی (مالِ غنیمت) کے میلان اور طمع میں کوہ استقامت سے پھسل پڑے جس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا اور بعض کی لغزش سے تمام لشکر اسلام ہزیمت کا شکار بنا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون!

مگر بایں ہمہ خداوند ذوالجلال والاکرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایات مسلمانوں سے منقطع نہ ہوئے کہ باوجود اس محبت آمیز عتاب کے بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ناامید اور شکستہ خاطر نہ ہونا۔ ہم نے تمہاری لغزش کو بالکل معاف کر دیا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان اس آیت میں فرمایا **ولقد عفا عنکم و اللہ ذو فضل**

علی المومنین اور پھر اسی رکوع کے آخر میں مسلمانوں کی مزید تسلی کے لیے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَ لَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَاكَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (١٦)

’’تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں، سو جزایں نیست اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کر دیا اور خیر جو ہوا سو ہوا، اب البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش کو بالکل معاف کر دیا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور حلم والے ہیں۔‘‘

حق جل شانۂ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو لغزش قرار دیا **استزلّھم الشیطن** کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اور لغزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ اور تھا مگر غلطی اور بھول چوک سے بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل کر راستہ سے گر گیا۔

اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا وہ لغزش تھی جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف کر دیا۔ تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور ناامید ہو کر نہ بیٹھ جانا اور تمہاری معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لیے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایت بے غایات کس طرح اصحابِ رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چند در چند تسلیاں دی جارہی ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کی شان میں لب کشائی کر سکے۔

جب حق تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو معاف کرے یا نہ کرے ان سے راضی ہو یا نہ، خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی عفو اور رضا کی ضرورت نہیں۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔

غزوہ بدر میں فدیہ لینے پر جو عتاب نازل ہوا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خداوند ذوالجلال کے دشمنوں کے قتل کے بارے میں پال کرنے کے بجائے مال ومنال کو کیوں ترجیح دی۔

اسی طرح غزوہ احد میں دنیوی مال ومتاع (مال غنیمت) ہی کی طرف میلان کی وجہ سے عتاب ہوا۔ مگر بعد میں معاف کر دیا گیا۔

غزوہ احد کی ہزیمت کے اسرار وحکم کے بیان کے بعد:

حق تعالیٰ شانۂ نے حضرات انبیاء سابقین کے صحابہ ربانیین کا عمل بیان فرمایا کہ خدا کی راہ میں ان کو طرح طرح کی تکلیفیں اور قسم قسم کی مصیبتیں پہنچیں، لیکن انہوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز ہوئے۔ نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں ثابت قدم رہے۔

مگر بایں ہمہ اپنی شجاعت اور ہمت، صبر واستقامت پر نظر نہیں کی بلکہ نظر خداوند ذوالجلال ہی پر رکھی اور برابر خدا سے گناہوں کے استغفار اور ثابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمایا۔ قال تعالیٰ:

وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوۡنَ کَثِیۡرٌ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَکَانُوۡا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ وَمَا کَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡلَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡیَا وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (۱۷)

’’اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ مل کر خدا پرستوں نے کافروں سے جہاد وقتال کیا لیکن ان مصیبتوں کی وجہ سے جوان کو خدا کی راہ میں پہنچیں نہ تو سست ہوئے اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں سے دبے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور ان کی زبان سے صرف یہ قول نکل رہا تھا کہ اے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہماری زیادتی کو معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ پس اللہ نے ان کو دنیا کا انعام اور آخرت کا بہترین انعام عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔‘‘

حواشی

(۱)......۳: آل عمران: ۱۲۱ (۲)......۳: آل عمران ۱۵۲ (۳)......۳: آل عمران: ۱۴۱

(۴)......۳: آل عمران: ۱۴۰ (۵)......۳: آل عمران: ۱۷۹ (۶)...... افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا و مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ سے جب یہ عرض کیا گیا کہ آپ اکابر صحابہ اور حضرات بدریین کو عہدے کیوں نہیں عطا فرماتے تو یہ ارشاد فرمایا اری ان لا تدنسهم الدنیا میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا ان حضرات کو مکدر اور میلا نہ کردے۔ غالباً یہ روایت حلیۃ الاولیاء میں ہے یا کسی اور کتاب میں ہے مجھے اس وقت حوالہ یاد نہیں آرہا واللہ اعلم۔

(۷)......۳: آل عمران: ۱۲۳ (۸)......۹: التوبہ: ۲۵ (۹)......۳: آل عمران ۱۴۲

(۱۰)......۳: آل عمران: ۱۵۳ (۱۱)......۵۷: الحدید: ۲۲ (۱۲)......۳: آل عمران: ۱۵۲

(۱۳)......۳: آل عمران: ۱۴۴ (۱۴)......ابن حجر، الاصابہ (۴۹۳۵) ج ۲: ص ۳۶۵، حسن الصحابہ فی شرح اشعار الصحابہ ج ۱: ص ۳۱۲ (۱۵)......۳: آل عمران: ۱۵۲ (۱۶)......۳: آل عمران: ۱۵۵

(۱۷)...... آل عمران: ۱۴۶

عطا محمد جنجوعہ

بوقت بیعت ابوبکر دلخراش واقعہ نبود

حضرت عمر اور حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے درمیان مزعومہ جھگڑے کا روایتی ودرایتی تجزیہ

اہل سنت کا موقف ہے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے رضا مندی سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور امور حکومت میں مشیر و معاون رہے جبکہ مخالفین کا نظریہ ہے کہ:

''ابوبکر کی بیعت سے تخلف کر کے ایک گروہ حضرت علی کے پاس جا گزیں ہوگیا۔عمر نے جا کر اُن کو آواز دی۔انہوں نے نکلنے سے انکار کر دیا۔عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا نکل آؤ ورنہ میں گھر کو مع گھر والوں کے آگ لگادوں گا جب اُن سے کہا گیا کہ اس گھر میں تو سیدہ فاطمہ بھی ہیں عمر نے کہا مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں دوسرے لوگوں نے تو ابوبکر کی بیعت کر لی مگر علیؓ باہر نہ نکلے'' (ماخوذ اثبات الامامت ص 281 از شیخ محمد حسین النجفی)

ازالہ: محدثین نے وضاحت کی ہے کہ اس روایت کی ''سند منقطع ہے اسلم مولی عمر اس واقعہ کے شاہد نہیں ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابوبکرؓ کی خلافت میں انھیں اپنا غلام بنایا یہ خلافت ابی بکر سے پہلے کی خبر کیسے دے سکتے ہیں اب انہیں اس واقعہ کی خبر کس نے دی؟ یہ واضح نہیں ہو سکا لہٰذا یہ مرسل و منقطع روایت ہے۔

(مقالات السنۃ از علامہ غلام مصطفٰے ظہیر امان پوری ص 563)

چند مزید قابل غور نکات پیش خدمت ہیں:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ کو فکر تھی کہ آپ کا جنازہ کہیں بلا پردہ نہ اٹھایا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ کی تیمار دار تھیں۔آپ نے سیدہ کو تسلی دی اور عرض کیا کہ میں نے حبشہ میں باپردہ چار پائی کا طریق دیکھا ہے اور حضرت سیدہؓ کے سامنے چار پائی پر چھپر کھٹ بنا کر دکھایا۔آپ اس پر خوش ہوئیں یہ آخری مسکراہٹ تھی جو خواتین نے خاتون جنت کے چہرہ پر دیکھی۔آپ کا جنازہ پھر اسی طرح رات کی تاریکی میں اٹھایا گیا۔اُن کے بارے میں یہ کہنا کہ بیعت سے تخلف کرنے والا گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اُس گھر میں جا گزیں ہوا جس میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں نا قابل یقین ہے۔

پھر یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ سیدنا عمرؓ کے جانے کا مقصد سیدنا علیؓ کو ابوبکر کی بیعت کرنے کے لیے لے آنا تھا۔ جبکہ اسی میں یہ بھی مذکور ہے سیدنا علیؓ کے سوا گروہ کے دیگر افراد نے تو سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کر لی جبکہ علیؓ گھر سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا سیدنا علیؓ کو ساتھ لے کر نہ آنا اور اپنا مقصد پورا نہ کرنا محل تعجب ہے، اسی سے کذب بیانی ظاہر ہے۔

پھر بیعتِ ابوبکرؓ کے وقت مدینہ منورہ میں مہاجر و انصار صحابہ کرام ہی موجود تھے۔بقول فریق ثانی سیدنا عمرؓ نے سیدنا علیؓ کے گھر کو (معاذ اللہ) جلانے کی دھمکی دی تو یہ بات کم از کم اہلِ مدینہ میں تو معروف و مشہور ہوتی۔وہ مہاجر صحابہ کرامؓ جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر گھر بار چھوڑا، ہجرت کی تکلیفیں برداشت کیں، پھر آپؐ کے حکم پر

قریش مکہ سے برسر پیکار رہے، اگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیٹی کو معاذ اللہ دھمکی دی گئی ہوتی تو وہ اس اقدام کا سختی سے ضرور نوٹس لیتے۔

اسی طرح انصار نے جان کا نذرانہ پیش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا وعدہ پورا کیا۔ انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک بار اپنے سردار کو خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا، مگر جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان الائمۃ من قریش سنا تو اپنی گردنیں جھکا لیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ انصاریوں نے اس کے بعد خلافت کی تمنا نہ کی۔ ایسے جاں نثار مہاجر و انصار کے ہوتے ہوئے حضرت عمر (معاذ اللہ) سیدہ فاطمہؓ کے گھر جلانے کی دھمکی دیں یا اُن کو ایذاء پہنچائیں اور وہ ڈر کر یا مصلحت کے تحت مزاحمت نہ کریں یہ ناممکن ہے۔

پھر خاندان بنو ہاشم کے کئی چشم و چراغ موجود تھے جن میں عقیل بن ابو طالب، سیدنا جعفر بن ابی طالب کے تین جوان بیٹے اور عبداللہ بن عباس حیات تھے۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب کا سایہ اُن پر تھا۔ انھوں نے اس موقع پر مزاحمت کیوں نہ کی؟ تاریخ میں اُن کی طرف سے کوئی تنازع یا بحث مباحثہ مذکور نہیں۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تو حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا خطبہ دینے سے پہلے اس بات کا جواب دو کہ بیت المال سے ملنے والے کپڑے سے ہماری قمیض نہیں بنی آپ کی قمیض کس طرح بن گئی؟ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حق مہر کی حد مقرر کرنا چاہی تو ایک ضعیف انصاری عورت نے اس اقدام پر اعتراض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حد مقرر نہیں کی آپ کو حد مقرر کرنے کا کس طرح حق حاصل ہے؟

خلفائے راشدین کے دور میں احتساب کے اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں لیکن آگ سے جلانے کی اس دھمکی پر مہاجرین و انصار بالخصوص بنو ہاشم کے کسی فرد کی طرف سے باز پرس تک کا ذکر نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

میدان جنگ میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا نام سن کر لشکر کفار پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (معاذ اللہ) توہین آمیز رویہ پر حیدر کرار کے بارے میں گمان رکھنا کہ انھوں نے بزدلی کی چادر اوڑھ لی قرین قیاس نہیں۔ فریق ثانی اپنی مجالس میں قصیدہ کے دوران سیدنا علی کو انبیاء کرام تک کا مشکل کشا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ سامعین جوش میں آ کر نعرہ حیدری یا علی مدد کہہ کر پکارتے ہیں۔ چند منٹ نہیں گزرتے کہ سیدہ کائنات کی مظلومیت اور سیدنا علی کی بے بسی پر مصائب شروع ہو جاتے ہیں۔ نعرہ حیدری لگانے والوں میں آہوں اور سسکیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ یہ نظریہ دروغ گورا حافظہ نباشد کے مصداق ہے۔ حضرت عمر کے سامنے بزدل بنا کر پیش کرنا فاتح خیبر کی شجاعت و عظمت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔

سیدنا علی نے زندگی کی قسم کھا کر کہا، شیخ شریف رضی نے نقل کیا ہے

"وَلَعَمْرِي مَاعَلَيَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَخَابَطَ الْغَيَّ مِنْ اِدْهَانٍ وَلاَ اِيْهَانٍ، فَاتَّقُوا اللهَ

عِبَادَاللهِ وَفِرُّوْا اِلَی اللهِ مِنَ اللهِ وَامْضُوْا فِیْ الَّذِیْ نَهَجَهٗ لَکُمْ وَقُوْمُوْا بِمَا عَصَبَهٗ بِکُمْ فَعَلِیٌّ ضَامِنٌ لِفَلَجِکُمْ آجِلاً وَاِنْ لَمْ تَمْنَحُوْهُ عَاجِلاً" (نہج البلاغہ: جز ۲/۴۲/۴۳/۴۳ خطبہ نمبر ۲۴)

"مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں حق کے خلاف چلنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جنگ میں کسی قسم کی رو رعایت اور سستی نہیں کروں گا۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے بھاگ کر اس کے دامن رحمت میں پناہ لو، اللہ کی دکھائی ہوئی راہ پر چلو اور اس کے عائد کردہ احکام کو بجالاؤ (اگر ایسا ہو تو) علیؓ تمہاری نجات اخروی کا ضامن ہے، اگر چہ دنیاوی کامرانی تمہیں حاصل نہ ہو" (نہج البلاغہ مترجم اردو: ۱۴۸، ۱۴۹، از مفتی جعفر حسین مطبوعہ لاہور)

اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حق تلفی کی ہوتی یا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہوتا تو سیدنا علی اُن کے خلاف ضرور مزاحمت کرتے۔ درحقیقت سیدنا عمر کی زبان یا ہاتھ سے کوئی توہین آمیز واقعہ رونما نہیں ہوا وہ تو اس طرح رحماء بینھم کی عمدہ تعبیر تھے کہ سیدنا علی نے حضرت عمر کو دامادی کے شرف سے نوازا۔

ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (م ۳۲۹ھ) نے نقل کیا ہے:

"عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبَدِ اللهِ (عَلیه السَّلَامُ) قَالَ لَمَّا خَطَبَ اِلَیْهِ (عمر) قَالَ لَهٗ اَمِیْرُ الْمـؤمِنِیْنَ: اِنَّهَا صَبِیَّةٌ قَالَ: فَلَقِیَ الْعَبَّاس فَقَالَ لَهٗ مَالِیْ اَبِیْ بَأْسٍ؟ قَالَ وَمَاذَاکَ؟ قَالَ خَطَبْتُ اِلَی ابْنِ اَخِیْکَ فَرَدَّنِیْ فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ فَأَخْبَرَهٗ وَسَأَلَهٗ اَنْ یَجْعَلَ الْاَ مْرَ اِلَیْهِ فَجَعَلَهٗ اِلَیْهِ"

(فروع کافی: ۱۳۳۸، کتاب النکاح، باب تزویج ام کلثوم)

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ابھی چھوٹی بچی ہے۔ پھر حضرت عمرؓ، عباسؓ بن عبدالمطلب کو ملے ان سے کہا کہ کیا مجھ میں کوئی عیب ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے آپ کے بھتیجے سے ان کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا ہے۔ انھوں نے میری بات کو لوٹا دیا ہے اور رد کر دیا ہے...... پھر حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ کے پاس آئے ان کو تمام ماجرا بیان کیا اور حضرت علیؓ کو کہا کہ اس عزیزہ کے نکاح کی اجازت کا معاملہ آپ میرے سپرد کر دیں۔ پس حضرت علیؓ نے یہ کام حضرت عباسؓ کے حوالے کر دیا (تا کہ وہ سرانجام دے دیں) (بحوالہ ارشاد علی ص ۶۸، ۶۹ از مولانا محمد عبدالحمید تونسوی)

مولانا محمد صدیق فیصل آبادیؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انصاف کی نگاہ ڈالیں کہ سبائی ہاتھ اس میں کسی طرح کام کر رہے ہیں۔ ام کلثوم کے نکاح کا تو اقرار کیا ہے لیکن ہاتھ کی صفائی سے حضرت علیؓ کی مجبوری کا اظہار کیا ہے۔ کہ گویا آپ نے بصورت اکراہ و مجبوری اس نکاح کا معاملہ حضرت عباسؓ کے ہاتھ دے کر اپنی جان چھڑائی ہے۔ شیعہ دوستوں کے لیے اس نکاح کا انکار تو ناممکن ہے لیکن ابن سبا کی سنت پر چل کر عجب راہ اختیار کی گئی ہے کہ گویا سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی بچے واہ سبحان اللہ" (مقالات صدیقی ص ۱۹، مطبوعہ طارق اکیڈمی فیصل آباد)

قاضی نوراللہ شوستری (م1019ھ) نے لکھا ہے:

''اگر نبی دختر بہ عثمان داد، ولی دختر بہ عمر فرستاد'' (مجالس المومنین بحوالہ ارشاد علیؓ از مولانا عبدالحمید تونسوی)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی (عثمان رضی اللہ عنہ) کو دی تو ولی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیٹی عمر (رضی اللہ عنہ) کو دی۔

ام کلثومؓ بنت سیدہ فاطمہؓ کا حضرت عمر فاروقؓ سے نکاح اس امر کا بین ثبوت ہے کہ بیعت ابوبکرؓ کے دوران سیدنا علیؓ اور سیدنا عمرؓ کے مابین کسی قسم کا دل شکن و ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا وہ ایک دوسرے کے ہمدرد خیر خواہ تھے، سیدنا عمر فاروقؓ اپنے عہد خلافت میں جنگ روم میں خود جانے کے لیے تیار ہوئے تو سیدنا علی المرتضیٰؓ نے درج ذیل مخلصانہ مشورہ دیا:

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْخُرُوْجِ اِلٰى غَزْوِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهٖ. وَقَدْتَوَكَّلَ اللهُ لِاَهْلِ هٰذَالدِّيْنِ بِاِعْزَازِالْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِيْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَّا يَمْتَنِعُوْنَ "حَيٌّ لَا يَمُوْتُ". اِنَّكَ مَتٰى تَسِرْ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ بِشَخْصِكَ فَتُنْكَبْ لَاتَكُنْ لِّلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ. لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَّرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ رَجُلاً مُجَرَّبًا وَاحْفِزْ مَعَهُ اَهْلَ الْبَلَآءِ وَالنَّصِحَةِ فَاِنْ اَظْهَرَ اللهُ فَذَاكَ مَاتُحِبُّ وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى كُنْتَ رِدْءً اِللنَّاسِ وَمَثَابَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ.

جب حضرت عمر ابن خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لیے حضرت علی سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے دین والوں کی حدوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے وہی خدا (اب بھی) زندہ و غیر فانی ہے کہ جس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جبکہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لیے دُور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آسکیں۔ تم ان کی طرف (اپنے بجائے) کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارکردگی والے اور خیر خواہی کرنے والے لوگوں کو بھیج دو۔ اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تم یہی چاہتے ہو اگر دوسری صورت (شکست) ہوگئی تو تم لوگوں کے لیے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لیے پلٹنے کا مقام ہو گے۔ (نہج البلاغہ مترجم اردو ص ۳۶۸، ۳۶۹ خطبہ ۱۳۲، از مفتی جعفر حسین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر کو ردءً ا للناس اور مثابة للمسلمین (لوگوں کے لیے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لیے پلٹنے کا مقام) کے القاب سے نوازنا والہانہ خوشگوار تعلقات کی عکاسی اور رحماء بینھم کی عمدہ تعبیر ہے۔

فریداللہ مروت

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی 6 پھوپھیاں تھیں جو عبدالمطلب بن ہاشم کی اولاد تھیں ۔(1) عاتکہ (2) امیمہ (3) بیضاء (4) برہ (5) صفیہ (6) اروی۔ ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بالا تفاق ایمان لائیں ۔ یہ حواری رسول حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں ۔

نام ونسب

آپ کا نام صفیہ رضی اللہ عنہا ہے اور نسب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہی ان کا ہے ۔ کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ۔

نکاح

زمانۂ جاہلیت میں ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ان کی شادی ہوئی ۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، حارث کی وفات کے بعد آپ عوام بن خویلد کے نکاح میں آئیں ۔ ان سے تین لڑکے ہوئے ، زبیر، سائب، عبدالکعبہ۔

اسلام و ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں سے صرف انہیں کے اسلام لانے پر مورخین کا اتفاق ہے ۔ گو حضرت ارویٰؓ اور حضرت عاتکہؓ وغیرہ کو بھی ابن سعد نے اسلام لانے والوں کے ذیل میں لکھا ہے ۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ سوائے ان کے عماتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسروں کا اسلام لانا بالیقین ثابت نہیں ہے ۔ ابن اثیرؒ کا فیصلہ بھی یہی ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو ان کے شرف و امتیاز میں بہت کچھ اضافہ کرتی ہے ۔

ہجرت کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی ۔ ابن سعد نے اس ذیل میں جو کچھ لکھا ہے وہ صرف یہ ہے کہ هَاجَرَتْ اِلَى لْمَدِيْنَة

عام حالات

آپ رضی اللہ عنہا کئی غزوات میں شریک ہوئیں ۔ غزوۂ خندق میں ان کا استقلال نسوانی جرأت کی حیرت انگیز مثال ہے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قلعہ میں جس کو اطلم اور فارغ بھی کہتے ہیں، ٹھہرا دیا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ (مدّاح رسول صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ اپنی پرانی تکلیف کی وجہ سے جنگ میں شرکت نہ کر سکتے تھے لہذا ان کو خواتین کی حفاظت کے لیے متعین کر دیا۔

یہ موقع ایسا تھا کہ عورتیں تنہا تھیں صرف حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی موجودگی چنداں مفید نہ تھی۔ اس لیے یہودیوں نے میدان خالی دیکھ کر مسلمانوں کی مشغولیت سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ چنانچہ ایک یہودی قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، اور کان لگا کر باتیں سننے لگا کہ موقع پائے تو حملہ کرے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا لیا۔ چونکہ طبیعت کی دلیر تھیں۔ اس لیے فوراً حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے بولیں ''اُتر کر اس کو قتل کر ڈالو'' انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں اس قابل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے قبل حضرت حسان رضی اللہ عنہ ایک مرض میں مبتلا رہ چکے تھے۔ جس کی وجہ سے جسمانی کمزوری کے علاوہ دل بھی اتنا ضعیف ہوگیا تھا کہ اس قسم کی جرأت نہ کر سکے۔ اور معذوری ظاہر کرنے لگے بہر حال حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی جرأت اس جواب سے کم نہ ہوئی۔ اُٹھیں اور ایک خیمہ کی چوب اُکھاڑ کر اس جاسوس کے سر پر اچانک وار کیا۔ یہودی اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا۔ اب یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئیں کہ جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے یہودیوں میں پھینک آؤ، حضرت حسان نے اس کی تعمیل کی۔ اس عمل سے یہودیوں کو یقین ہوگیا کہ قلعہ پر حملہ کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی کچھ فوج مسلمانوں کی متعین ہے۔

جنگ اُحد، جنگ خندق سے پہلے ہوئی تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں بھی شریک ہوئیں۔ اور اس موقع پر بھی اپنی جرأت کی قابل رشک مثال قائم کر دی۔ عفان ابن مسلم کی روایت ہے کہ مسلمان کفار کی کثرت سے گھبرا کر آمادہ فرار تھے۔ اور ایک طرح کی شکست ہو چکی تھی۔ اس حالت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے آئیں۔ اور لوگوں کو مار مار کر روکتی تھیں اور غصہ میں کہتی جاتی تھیں، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ہدایت فرمائی کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش نہ دیکھنے پائیں کیونکہ نعش کی حالت بہت خراب ہے اور کسی طرح اس قابل نہ تھی کہ ایک عورت اور وہ بھی ماں جائی بہن دیکھ کر ضبط کر سکے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہ تعمیل ارشاد ان کے پاس آئے اور کہا ''اماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو واپس ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ بولیں ''کیوں؟ مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا گیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ یہ مجھے پسند نہیں تاہم میں ضرور صبر کروں گی اور ان شاءاللہ ضبط سے کام لوں گی''۔ حضرت بیر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ سنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا۔ یہ سن کر آپ نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے سگے بھائی کی لاش پر آئیں، جسم کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھے مگر اتنا ضبط کیا کہ کچھ نہ بولیں اور صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر دعائے مغفرت مانگنے لگیں۔ جب یہ چلی گیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے۔

فضل وکمال

صاحبِ دُرِّ منثور لکھتے ہیں: ''وہ ایک فصیح شاعرہ تھیں۔ اور تمام عرب کے نزدیک قول، فعل حسب نسب اور

بزرگی کے لحاظ سے خاص امتیاز کی مالک تھیں''۔

جب عبدالمطلب کی وفات ہوگئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہنوں اور بنی ہاشم کی عورتوں کی ایک مجلس میں، جس میں ہر ایک نے اپنے فوت شدہ سردار کو یاد کیا اور ان کی تعزیت میں شعر پڑھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کے مرثیے کے بعض اشعار یہ ہیں:

أَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ — عَلَى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيدِ
فَفَاضَتْ عِنْدَ ذَلِكُم دُمُوعِي — عَلَى خَدِّى كَمُنْحَدِرِ الْفَرِيدِ
عَلَى رَجُلٍ كَرِيمٍ غَيْرِ وَغْلٍ — لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ عَلَى الَبِيدِ
عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِى الْمَعَالِي — أَبِيكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُودِ
صَدُوقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ — وَلاَشَخْتِ الْمَقَامِ وَلاَ سَنِيدِ
طَوِيلِ الْبَاعِ أَرْوَعَ شَيْظَمِيٍّ — مُطَاعٍ فِي عَشِيرَتِهِ حَمِيدِ
رَفِيعِ الْبَيْتِ أَبْلَجَ ذِى فُضُولٍ — وَغَيْثِ النَّاسِ فِي الزَّمَنِ الْحَرُودِ
كَرِيمِ الْجَدِّ لَيْسَ بِذِى وصُومٍ — يَرُوقُ عَلَى الْمُسَوَّدِ وَالْمَسُودِ
عَظِيمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ — خَضَارِمَةٍ مَلَاوِثَةٍ أُسُودٍ
فَلَوْ خَلَدَ امْرُؤٌ لِقَدِيمِ مَجْدٍ — وَلَكِنْ لَا سَبِيلَ اِلَى الْخُلُودِ
لَكَانَ مُخَلَّدًا أُخْرَى اللَّيَالِي — لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ التَّلِيدِ

''میں رات کو ایک نوحہ کرنے والی کی آواز سے رو اٹھی جو قارعۃ الصعید میں ایک مرد کریم پر رو رہی تھی اور اس حال میں میرے آنسو مسلسل موتیوں کی طرح رخساروں پر بہنے لگے ایسے مرد کریم کی (وفات پر) افسوس کرتے ہوئے، جو بیہودہ نہ تھا اور اس کی بزرگی دور دور عیاں تھی وہ عالی خاندان کشادہ ابرو صاحب فضائل اور قحط سالی میں لوگوں کے لیے ابر تھا پس کاش انسان اپنی قدیم بزرگی کی وجہ سے ہمیشہ رہتا، لیکن ہیشگی کی کوئی صورت نہیں اگر ایسا ہوتا تو اپنی فضیلت اور قدیم شرافت کی وجہ سے بہت زمانہ تک زندہ رہتا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو مرثیہ کہا ہے اس کے چند شعر یہ ہیں:

وَكُنْتَ يَارَسُوْلَ اللهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا — وَكُنْتَ بِنَابَرًّا وَّلَمْ تَكُ جَافِيًا
وَكُنْتَ رَحِيْمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا — لِيَبْكِ عَلَيكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيا
فَدَى لِرَسُوْلِ اللهِ اُمِّىْ وَخَالَتِىْ — وَعَمِىّ وَخَالِىْ ثُمَّ نَفْسِىْ وَمَالِيَا
فَلَوْاَنَّ رَبَ النَّاسِ اَبْقَى نَبِيَّنَا — سَعِدْنَاوَلٰكِنْ اَمْرُهُ كَانَ مَاضِيًا
عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً — وَاَدخَلتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدنِ رَاضِيًا

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری امید تھے آپ ہم پر احسان کرتے تھے ظالم نہ تھے آپ رحم دل، رہبر اور معلم تھے آج ہر رونے والے کو آپ پر رونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری ماں، خالہ چچا اور ماموں قربان ہوں پھر میں خود اور میرا مال بھی۔ کاش کہ خدا ہمارے نبی کو زندہ رکھتا تو ہم کیسے خوش قسمت تھے مگر اس کا حکم ہو کر رہنا تھا۔ آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ جناتِ عدن میں داخل ہوں۔''

حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں ایک شعر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرثیہ کے متعلق نقل کیا ہے۔ جس سے ان کی بلاغت وقدرت کلام کا اندازہ ہوتا ہے اس شعر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتی ہیں۔

اِنَّ یَوْمًا اَتٰی عَلَیْکَ لَیَوْمٌ　كُوِّرَتُ شَمْسِي وَكَانَ مُضِیئًا

''آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہوگیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔''

بقول بعض مؤرخین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث بھی مروی ہیں مگر یہ قول پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچا۔

وفات

73 سال کی عمر میں بزمانۂ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیسویں سال حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ——• ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء —— 1946ء) جلد اوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار وختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات ونتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات: 572　قیمت-/1000 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان　0300-8020384

حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

بدر کا میدان ہے، آج مسلمانوں کی مختصر سی تعداد، مشرکین کے لشکر جرار کے سامنے صف آرا ہے۔ ایسے موقعہ پر ایک سپاہی کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دائیں بائیں مرد میدان ہوں، لیکن اس کے برعکس، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف دیکھتے ہیں کہ ان کے یمین و یسار میں دو انصاری نوجوان معوذ اور معاذ کھڑے ہیں طبیعت گھبرائی، مگر اچانک وہی نوجوان پوچھتے ہیں، عم محترم! وہ ابوجہل بد بخت کون سا ہے، جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ وہ جو صفیں درست کرتا پھر رہا ہے، یہی ابوجہل ہے۔ بس اشارہ ہونا تھا کہ دونوں باز کی طرح اس لعنتی پر جھپٹے اور آن کی آن میں وہ بد بخت پیوند خاک تھا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے بڑھ کر پیچھے سے معاذ پر وار کیا۔ ان کا بازو کٹ کر لٹک گیا، پھر بھی لڑتے رہے۔ لٹکتا ہوا بازو، لڑنے میں رکاوٹ بن رہا تھا انہوں نے اسے پاؤں کے نیچے دبا کر الگ کر دیا۔ یوں اس نوجوان نے بہادری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ **تغمده الله برضوانه وأسكنه بحبوحة جنانه.**

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قریش کے خاندان بنوزھرہ میں سے تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز میں لبیک کہنے والوں میں سے تھے۔ ہجرتین کا ثواب حاصل کیا۔ مدینہ منورہ میں مواخات کا سلسلہ شروع ہوا تو انہیں حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ وہ فراخ دست ہونے کے ساتھ فیاض طبع بھی تھے۔ انہوں نے گھر پہنچ کر اپنے تمام مال و اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا ایک حصہ چن لیں۔ یہ بھی کہا کہ میری دو بیویاں ہیں، قرعہ اندازی کر لیتے ہیں، جو آپ کے حصے میں آئے، میں اسے طلاق دیتا ہوں، عدت کے بعد اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اپنا مال بھی رکھیں اور بیویاں بھی۔ بس مجھے کوئی مناسب جگہ بتا دیں، جہاں میں بیٹھ کر کاروبار شروع کر سکوں۔ چنانچہ کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ سے کام شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ذی حیثیت بن گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میں بھی قریشی خون تھا، اس لیے کسی لڑائی میں دوسرے نامور مجاہدین سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ غزوہ احد میں ان کے بدن پر اکیس زخم آئے تھے۔ ایک زخم پاؤں میں تھا جس سے لنگڑانے لگے تھے۔

۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دستہ دے کر دومۃ الجندل کی مہم پر روانہ فرمایا۔ اسی موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنے مبارک ہاتھوں سے دستار باندھی (۱) تھی۔ (ابوداؤد)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر شرعی اصول **(الا سلام و الا فالجزية و الا فالحرب)** کے مطابق اسلام کی تبلیغ فرمائی تو بہت سے لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔ باقیوں نے جزیہ دینا منظور کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تجارت کے معاملے میں بڑے خوش نصیب تھے، گویا وہ پتھر بھی ہٹاتے، تو نیچے

سے سونا نکل آتا۔ایک مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ، مدینہ آیا تو سات سو اونٹوں پر صرف خوردنی سامان تھا۔تجارت کے علاوہ زراعت بھی ان کا ذریعہ (۲) آمدنی تھا۔امام بن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ جرف کے مقام پر انہوں نے بیس اونٹ کھیتوں کی آبیاری کے لیے رکھے ہوئے تھے۔پھر جس قدر آمدنی ہوتی تھی، اسی قدر اللہ کے راستے میں خرچ کرتے تھے۔ ہزاروں اشرفیاں نقد اور سینکڑوں اونٹ گھوڑے، جہاد کے سلسلے میں چندے کے طور پر دے دیتے تھے۔ امہات المومنین کی کفالت بڑی فراخ دلی سے کرتے تھے، ہزار ہا روپے نقد ان کی خدمت میں پیش کرتے۔ایک باغ ان پر وقف کیا جو چار لاکھ میں فروخت ہوا انہوں نے خود بھی کئی شادیاں کی تھیں، اولاد بھی بہت سی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک منقبت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک نماز ان کی اقتداء میں ادا فرمائی تھی۔

اسی طرح جب ابولولو مجوسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر سے زخمی کر دیا تھا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہی کو نماز پوری کرانے کے لیے آگے کر دیا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا علمی پایہ بہت اونچا تھا، بسا اوقات حضرات خلفاء راشدین بھی ان سے علمی استفادہ کرتے نہایت صائب الرائے تھے خلافت جیسے اہم مسائل میں ان کی رائے کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے یہی علمی اور عملی کمالات تھے، جن کی وجہ سے وہ جنت کی بشارت کے مستحق بنے۔حدیث عشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عبدالرحمن بن عوف فی الجنة		عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں جائیں گے

حواشی

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے علاوہ بعض اور صحابہ کو بھی دستار باندھنا ثابت ہے۔یہ روایات دستار فضیلت بندھوانے میں اصل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حلال اور جائز ذرائع سے روزی کمانا، شرعاً جائز ہی نہیں، بلکہ دینی فرائض کے بعد، ایک شرعی فرض ہے، بالخصوص تجارت، جس میں شرعی احکام کی پوری پوری پابندی کی جائے، شریعت مقدسہ نے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشھداء		وہ تاجر جو سچ بولنے والا اور دیانت دار ہو، وہ پیغمبروں صدیقین اور شھداء کے ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن ہشامؓ بچے تھے کہ ان کی والدہ انہیں، بارگاہ میں لے گئیں۔آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں برکت کی دعا فرمائی جس کا اثر یہ ہوا کہ بڑے ہوکر انہوں نے تجارت، شروع کی تو اس میں بڑی برکت ہوئی۔ بعض اوقات راہ چلتے، صحابہ انہیں مل جاتے تو ان سے درخواست کرتے کہ وہ کاروبار میں انہیں شریک کرلیں۔(صحیح بخاری)

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ

اعتکاف کے مسائل

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، مسنون اور نفل۔

اعتکاف واجب: واجب وہ ہے جس کی نذر (مَنّت) کی جائے۔ نذر خواہ غیر مشروط ہو۔ جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا مشروط جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

مسنون اعتکاف: یہ سنت مؤکدہ ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

نفل یا مستحب: مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے پورے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا، دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ ہو اعتکاف کیا جائے۔

مطلق اعتکاف کی شرائط:

۱۔ اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی نیت شرط ہے۔ اعتکاف کے قصد و ارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ لہٰذا اگر نیت کے بغیر اعتکاف کرے گا تو بالاتفاق جائز نہیں۔

چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے اس لیے عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔

۲۔ جنابت سے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

۳۔ مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پنج وقتہ نمازیں جماعت سے ہوتی ہوں یا نہیں۔ البتہ افضل اس مسجد میں ہے جس میں جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: افضل ترین اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں پھر مسجد اقصیٰ میں اس کے بعد کسی بھی جامع مسجد میں یعنی جہاں جمعہ پڑھایا جاتا ہو۔ اس کے بعد محلّہ کی اس مسجد میں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پانچوں وقت نماز نہیں ہوتی تو جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔

۴۔ روزہ کی شرط:

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص

رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ روزہ کا خاص اعتکاف کے لیے نہ رکھنا بھی کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفل روزہ اس کے لیے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر مسلسل روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

اعتکاف مسنون میں اگر چہ عام حالت میں تو روزہ ہوتا ہی ہے لیکن پھر بھی اس اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ ہونا شرط ہے۔ نفلی اعتکاف میں معتمد علیہ قول یہ ہے کہ اس کے لیے روزہ شرط نہیں۔

مقدار اعتکاف:

مسئلہ: اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ کا۔ اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف میں بلوغت شرط نہیں ہے لہٰذا سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کرے تو درست ہے۔

مسجد سے کن ضرورتوں کے لیے نکل سکتا ہے:

تنبیہ (۱): جس ضرورت کے لیے نکلنا جائز ہے اس کے لیے جب نکلے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے قریب ترین ہو۔ مثلاً اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔

تنبیہ (۲): چونکہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ معتکف مسجد میں ٹھہرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے تو ضروری ہے کہ مسجد کا مطلب معلوم ہو۔ عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے مسجد (یعنی سجدے اور عبادت کی جگہ) صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ باقی وضو خانہ، غسل خانے، استنجاء کی جگہ، امام کا کمرہ، سامان رکھنے کا کمرہ وغیرہ یہ مسجد کی ضروریات اور ملحقات ہیں خود مسجد نہیں ہیں۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔ اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو۔ وہ شرعی مسجد میں داخل نہیں بلکہ اس کے ملحقات میں ہے۔

معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا شرعی عذر کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں:

طبعی ضرورتیں: جیسے پیشاب، پاخانہ اور ان دونوں کے متعلقات یعنی استنجاء، وضو اور اگر احتلام ہو جائے تو غسل کرنا۔

شرعی ضرورتیں: جیسے اذان دینے کے لیے نکلنا اور جمعہ کی نماز کے لیے نکلنا۔

قضائے حاجت:

مسئلہ: پیشاب کے لیے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔

مسئلہ: پاخانے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو پھر اپنے گھر جا سکتا ہے خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔

اپنے گھر کے مقابلے میں اگر کسی دوست یا عزیز کا گھر مسجد کے قریب تر ہو تو قضائے حاجت کے لیے اس کے گھر جانا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو وہ قریب والے گھر میں قضائے حاجت کے لیے جائے۔

مسئلہ: اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو وہ قضائے حاجت کے بعد وضو کر سکتا ہے۔

مسئلہ: قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہو وہ صرف استنجاء کرنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتے ہیں۔

غسل: صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لیے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے کسی ٹب میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو باہر نکل سکتا ہے۔

غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ وہ جمعہ کا غسل ہو یا گرمی سے ٹھنڈک کا غسل ہو۔ اگر ہو سکے تو اس کے لیے مسجد کے اندر ہی بڑا ٹب رکھ کر اس طرح نہائے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے۔

وضو: اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی جگہ اور انتظام نہ ہو تو مسجد سے باہر نکل سکتا ہے خواہ وضو فرض نماز کے لیے ہو یا نفل نماز کے لیے۔ البتہ وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

کھانے کی ضرورت: اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لیے مسجد میں کھانا لا سکے تو وہ لا کر دے لیکن اگر کوئی دوسرا لا کر دینے والا نہ ہو تو معتکف کھانا لانے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن کھانا مسجد میں ہی لا کر کھائے۔ نیز یہ شخص ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے لیکن اگر کبھی کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو جائز ہے۔

اذان:

مسئلہ: اگر کوئی موذن اعتکاف کرے اور اسے اذان دینے کے لیے (لاؤڈ سپیکر نہ ہونے کی صورت میں) مسجد سے باہر جانا پڑے تو نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔ اگر کوئی معتکف باقاعدہ موذن تو نہیں لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کو بھی نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد کے مینار کا دروازہ اگر مسجد کے اندر ہو تو کسی بھی معتکف کے لیے مینار پر چڑھنا مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مسجد ہی کا حصہ ہے۔ البتہ اگر دروازہ باہر ہو تو اذان کی ضرورت کے علاوہ اس پر چڑھنا جائز نہیں۔

نماز جمعہ:

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا جائز ہے۔ اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور نماز کے بعد وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

مسجد سے منتقل ہونا: معتکف کے لیے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اسی میں پورا کرے۔ اگر کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آ جائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی اس کو وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لیے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔

کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔

پہلی قسم کے افعال: اعتکاف کی جگہ یعنی مسجد سے مذکورہ ضرورتوں کے بغیر باہر نکلنا خواہ قصداً ہو یا بھولے سے ہو اور

خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت سے باہر نکلے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کے لیے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ گیا گو ان صورتوں میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زبردستی مسجد سے باہر نکال دیا جائے اور باہر ہی روک لیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض اس کے ذمہ ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مسجد تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر مثلاً طبعی حاجت پیشاب پاخانہ کے لیے مسجد سے نکلا پھر اسی ضمن میں مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ کے لیے چلا گیا تو جائز ہے جب کہ مسجد سے نکلنا خاص اس غرض سے نہ ہو اور راستہ سے نہ پھرے اور نماز جنازہ کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرے اور مریض کی عیادت چلتے چلتے کرے وہاں ٹھہرے نہیں۔

دوسری قسم کے افعال: واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا۔

غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔ لیکن اگر روزہ ہی یاد نہیں رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی نہیں ٹوٹا۔

جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اور اس سے انزال ہو یا نہ ہو۔ وہ افعال جو جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا خواہ عمداً کیے ہوں یا بھول سے کیے ہوں جب تک منی خارج نہ ہو۔ البتہ اگر صرف خیال اور فکر سے منی خارج ہو تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

ا۔ اعتکاف کے دوران میں کوئی ایسی بیماری پیدا ہو گئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا

جائز ہے۔

۲۔ کسی ڈوبتے جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے۔

۳۔ ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کو سخت بیماری ہو جائے اور اس کی تیمارداری کی ضرورت ہو۔ کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔

۴۔ کوئی جنازہ آ جائے اور نماز پڑھنے والا کوئی اور نہ ہو۔

مسنون اعتکاف ٹوٹنے کا حکم: اعتکاف غلطی سے ٹوٹ گیا ہو یا مجبوری سے توڑا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہو گی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔

اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی قضا واجب ہو گی یعنی قضا کے لیے صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ روزہ رکھے اور اسی دن شام کو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ رات بھر وہاں رہے روزے رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ مسئلہ: اسی رمضان میں کسی دن قضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضرور نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔

مباحات اعتکاف:

۱۔ کھانا پینا ۲۔ سونا ۳۔ بال کٹوانا لیکن بال مسجد میں نہ گریں ۴۔ ضروری خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ اس وقت سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور ضروریات زندگی کے لیے ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ۵۔ کام کی بات چیت کرنا ۶۔ کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا ۷۔ مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ تجویز کرنا ۸۔ قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا ۹۔ برتن کپڑے دھونا جب کہ خود مسجد میں رہے اور پانی باہر گرے ۱۰۔ نکاح پڑھنا یا پڑھوانا ۱۱۔ ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا۔

مکروہات اعتکاف:

۱۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے ۲۔ فضول اور بلاضرورت باتیں کرنا ۳۔ سودا مسجد میں لا کر بیچنا مکروہ تحریمی ہے ۴۔ اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو ۵۔ اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ ۶۔ تجارت کی غرض سے خرید و فروخت کرنا گرچہ سودا مسجد میں نہ لائے ہوں مکروہ ہے لیکن اگر اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے ضرورت و مجبوری ہو تو مسجد میں رہتے ہوئے کوئی سودا خرید سکتا ہے اور فروخت کر سکتا ہے۔

اعتکاف کے آداب:

۱۔اعتکاف کے مکروہات سے بچے ۲۔اپنے اوقات کو تلاوت قرآن، ذکر اور دیگر عبادتوں اور دین کے سیکھنے سکھانے میں لگائے ۳۔صحیح اور معتبر دینی کتابیں پڑھنا بھی موجب ثواب ہے

مسنون اعتکاف کے دیگر مسائل:

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہل محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہوجائی گی لیکن اگر پورے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پورے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔مسئلہ: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی دوسرے محلے کا آدمی اس مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس سے محلّہ والوں کی سنت ادا ہوجائے گی۔

واجب یعنی نذر کے اعتکاف کے دیگر مسائل:

مسئلہ: جب آدمی یوں کہے ''میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے ذمہ لازم کرلیا'' یا میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی نیت مانتا ہوں یا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تندرستی دی تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہوجائے گی اور اعتکاف واجب ہوجائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اگر دن سے اس کی نیت صرف روشنی کے وقت ہے تو صرف دن دن کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اور اگر دن سے چوبیس گھنٹے کی نیت تھی تو ایک دن رات کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی ایک دن غروب آفتاب کے پہلے سے دوسرے دن غروب آفتاب تک روزہ دونوں صورتوں میں شرط ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا کسی درس یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو اس کام کے لیے باہر آنا جائز ہوگا اور اس سے اعتکاف پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔لیکن سنت اعتکاف میں ایسا استثناء جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی اور اسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا لیکن وہ نذر ادا نہ کرسکا یہاں تک کہ موت کا وقت آ گیا تو اس پر واجب ہے کہ وارثوں کو اس کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

نفلی اعتکاف کے دیگر مسائل:

مسئلہ: اس اعتکاف کے لیے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی اور نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن سے کم کی نیت سے اعتکاف بھی نفلی ہوگا۔

مسئلہ: کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد جائے اور داخل ہوتے وقت نیت کر لے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا۔

مسئلہ: مسجد سے باہر نکلنے سے یہ اعتکاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

عورتوں کا اعتکاف:

اعتکاف کی جگہ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ اس جگہ میں ہو جس میں نماز کی زیادہ فضیلت ہو۔ مردوں کے لیے مسجد میں نماز کی زیادہ فضیلت ہے لہٰذا ان کے لیے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے جب کہ عورتوں کے لیے گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کے لیے مقرر کی ہوئی جگہ میں نماز زیادہ افضل ہے تو ان کے لیے گھر کی مسجد اعتکاف کی جگہ ہے۔ جن حدیثوں میں مسجد میں اعتکاف کا ذکر ہے ان ہی سے یہ ضابطہ حاصل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں عام طور پر مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرتی تھیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں عورتوں کا اس طرح سے مسجد میں جانا موقوف ہو گیا تھا۔ اعتکاف میں اصل کام تو نمازوں کا اہتمام ہے اس کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع و اتفاق کو چھوڑ کر اور توڑ کر عورت مسجد میں جا کر نمازیں پڑھے اور اعتکاف کرے یہ بات جائز نہیں۔ اس لیے عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا اعتکاف گھر میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لیے بنائی ہوئی ہو اس جگہ اعتکاف کرے اور اگر گھر میں ایسی کوئی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنا لے اور اس میں اعتکاف کرے۔ اگر نماز کی مستقل جگہ بنانا ممکن نہ ہو تو گھر کے کسی بھی حصہ کو عارضی طور پر مخصوص کر کے وہاں عورت اعتکاف کر سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہوگی تو وہ فوراً اعتکاف چھوڑ دے اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس دن کی قضا اس کے ذمے ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے

کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرے۔ اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضا کرسکتی ہے۔

مسئلہ: عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لیے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے۔ وہاں سے اوپر ذکر کی گئی ضرورتوں کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں جائے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اوراس سے عورت کو بلا تردد منع کیا جائے گا جیسا کہ مسجد میں فرض نمازوں کے لیے جانے سے روکا گیا ہے۔

ایک اہم مسئلہ:

بعض جگہوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر رمضان کے مہینے میں پیر صاحب پورے مہینے کا اعتکاف کرتے ہیں اوران کے متعلقین ان کے ساتھ مختلف وقتوں کے لیے مختلف وقتوں میں اعتکاف کرتے ہیں۔ کوئی پورا مہینہ کوئی پہلا عشرہ، کوئی دوسرا عشرہ، کوئی تیسرہ عشرہ اور کوئی کم وبیش۔ اس طریقہ میں یہ خرابیاں ہیں:

ا۔ سنت اعتکاف صرف آخری عشرہ میں ہے۔ چونکہ بہت سے لوگ پہلے یا دوسرے عشرے میں اعتکاف کرتے ہیں اوراس کی ان کو صراحتہً یا دلالتاً ترغیب دی جاتی ہے تو اس طرح ان کو سنت اعتکاف سے ہٹا کر نفلی اعتکاف میں لگا دیا جاتا ہے حالانکہ جب وہ اپنا وقت فارغ کر ہی رہے ہیں تو وہ آخری عشرہ فارغ کرسکتے تھے۔ تاکہ سنت اعتکاف بھی ہوتا اور شب قدر بھی حاصل ہوتی۔

۲۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رمضان میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنے قبے سے سر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے۔ تو جس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مرتبہ شب قدر کی تلاش میں ایک ایک عشرہ کرکے پورے مہینے کا اعتکاف کیا۔ شروع سے پورے مہینے کے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور رمضان میں اعتکاف کی غرض شب قدر کو حاصل کرنا تھا۔ اب جب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوگیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہوتی ہے تو اب مسنون اعتکاف کی نیت کرکے پورے مہینے کا اعتکاف کرنا مناسب نہیں۔ اوراگر پہلے بیس دن نفلی اعتکاف کی نیت کریں اور آخری دس دن سنت اعتکاف کی نیت کریں تو محض نفلی اعتکاف کی خاطر تداعی اور اجتماع ہوگا جو اصول کے خلاف ہے اور بدعت ہے۔

امام اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

عید الفطر......صدقۃ الفطر
(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:

عید الفطر بھی دیگر امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دوررس اخلاقی نصاب، ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا والوں کے معمولات کے بالعکس اللہ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی قوت وعظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب ومحبوب شے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرتاً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری وعزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت وریاضت خوش اسلوبی سے مکمل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرہ مسرت وتفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفۂ عبودیت:

اپنی عزت ووجاہت کے لیے نہیں بلکہ حصول اجر وثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور ''فطر'' کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا۔ تو صدقۃ الفطر کا مطلب ہوا: ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا ہدیہ تشکر۔

ہر چھوٹا بڑے کے لیے اور ہر ممنون اپنے محسن ومربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض، موجب سعادت اور باعثِ خیر وبرکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح فرماں بردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم وکریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت وریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور وفرحت کے لیے جبہہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء ومساکین کا

معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالتِ عجز و احتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے، ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرتاً اور قانوناً مامور و مجبور ہو جاتی ہے۔ یہ حاصل ہے صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کی اداء و تکمیل کا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں تا زندگی اس روحانی فصل بہار سے دل ودماغ اور جسم و جان کے لیے کسب فیض ونور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً...... آمین! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکوٰۃ کی طرح عیدالفطر کے دن نماز کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا گزرنا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنے بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے نوکر اور خادمہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے از خود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ صدقہ نفلیہ بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت وحیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت وحیثیت بھی مستقل ہے۔ لہٰذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اسے بہر حال اپنی زکوٰۃ، عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہ گار ہوگی۔

صدقہ فطر میں پونے دوکلوگندم (احتیاطاً دوکلو) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین کلوجَو (احتیاطاً چارکلو) یاجَو کا آٹا اور ستو یا چارکلو کھجور یا کشمش یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نمازِعید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق،غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی،نواسہ،نواسی میں سے کسی کو بھی صدقہ فطر اور زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ایسے ہی شوہر، بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔اس کے علاوہ دیگر محتاج ومسکین عزیز واقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی ،سوتیلے ماں، باپ ،حقیقی چچا ، چچی ، پھوپھا، پھوپھی ، ماموں ،ممانی، خالو، خالہ،حقیقی بھائی ، بہن ،بھتیجا،بھتیجی ، بھانجا، بھانجی ،اپنے سسر،ساس،سالہ،سالی اور بہنوئی سب کو زکوٰۃ و عشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکوٰۃ وعشر دینا جائز نہیں۔

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق تمام صدقات،محمد اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں (۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث (حضور ﷺ کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلدی اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلدی جانا (۸) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔ کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے(۹) نمازعید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا (بہ عذرِ شرعی شہر کی مسجد میں پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں **اللّٰہ اکبر ، لاالٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد** آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔(سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ جانا)

نمازِعید کے احکام:

نمازعید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے۔اور زوال سے

پہلے تک رہتا ہے۔نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے، نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید واجب مع چھ تکبیرات زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر **سبحانک اللّٰھم** آخر تک پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از نماز حسبِ دستور دعا بھی مانگ لیں۔

خطباتِ عید:

نماز کے بعد دو خطبات سنت ہیں، انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ و مصافحہ:

خطبہ کے بعد امام کو مصلّی سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تا کہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں، اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

محمد نجیب سنبھلی قاسمی

ماہِ شوال کے 6 روزے

اَلْحَمْدُ لِلہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن،وَ الصَّلاۃ وَ السَّلام عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیم وَعَلیٰ آلہ وَاَصْحَابہ اَجْمَعِیْن.

شوال کے 6 روزے واجب یا سنت؟

قرآن وسنت میں شوال کے 6 روزوں کے واجب ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، اس وجہ سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شوال کے یہ 6 روزے فرض یا واجب نہیں ہیں بلکہ سنت ہیں۔ شوال کے ان 6 روزوں کے سنت ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے، صرف امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا امام مالکؒ میں (رمضان کے فوراً بعد یعنی عیدالفطر کے دوسرے دن سے) ان 6 روزوں کے اہتمام کو مکروہ تحریر کیا ہے۔ بعض حضرات نے عیدالفطر کے فوراً بعد ان 6 روزوں کو رکھ کر ساتویں شوال کی شام کو ایک تقریب کی صورت بنانی شروع کردی تھی، ممکن ہے کہ اسی وجہ سے امام مالکؒ نے عیدالفطر کے دوسرے دن سے اہتمام کے ساتھ ان 6 روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہوتا کہ رمضان اور غیر رمضان کے روزوں میں فرق کیا جا سکے۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ نے تحریر کیا ہے کہ خراسان کے بعض حضرات نے رمضان کی طرح عیدالفطر کے ان 6 روزوں کا اہتمام کیا۔ جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ شوال کے 6 روزے سنت ہیں اور عیدالفطر کے دوسرے دن سے ان روزوں کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

شوال کے 6 روزے رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد 6 دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اُس نے سال بھر روزے رکھے۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

اس مذکورہ حدیث کی اصل روایت میں "دہر" کا لفظ آیا ہے، جس کے اصل لغوی معنی زمانے کے ہیں لیکن دیگر احادیث کی روشنی میں یہاں سال مراد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بشارت دی ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے 6 روزے رکھنے والا اس قدر اجر وثواب کا حقدار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (سورۃ الانعام ۱۶۰) تو اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو دس مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے چھ روزے رکھے گا تو ۶۰ دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا تو اس طرح مل کر بارہ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہو جائے گا۔ مذکورہ فضیلت کے علاوہ علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں، شوال کے ان 6 روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتاہی اور کمی کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس طرح ان 6 روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو

پورا فرمادیتا ہے جیسا کہ واضح طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

شوال کے 6 روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہیں:

احادیث میں 6 روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ 6 روزے ماہِ شوال میں عید الفطر کے بعد لگا تار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کرکے بھی۔ علماء احناف اور سعودی عرب کے کبار علماء کی کونسل نے یہی فتوی دیا ہے کہ رمضان کے فوراً بعد یا لگا تار رکھنا کوئی شرط نہیں ہے، ماہ شوال میں کبھی بھی مسلسل یا بیچ میں ناغہ کرکے 6 روزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ (اللجنہ العلمیہ للبحوث العلمیہ و الافتاء ۱۰/۱۹۳)

شوال کے 6 روزے کی فضیلت کے ایک جزیہ پر معمولی اختلاف:

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے 6 روزے رکھنے سے پورے سال فرض روزے یا نفل روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی، اس میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے 6 روزے رکھنے سے پورے سال فرض روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی، البتہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ پورے سال نفل روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔ دونوں رائے میں سے کوئی بھی رائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام کے واضح اقوال سے مدلل نہیں ہے، بس احادیث کے مفاہیم سے اپنے اپنے اقوال کو مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رمضان کے بعد شوال کے 6 روزے رکھنے سے پورے سال روزے رکھنے کی فضیلت کا حاصل ہونا تو یقینی ہے مگر سال بھر کے فرض یا نفل روزے، اس میں اختلاف ہے۔

رمضان کے فوت شدہ روزوں اور شوال کے 6 روزوں میں سے کون سے پہلے رکھے جائیں:

اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تو تحقیقی بات یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا سے پہلے اگر کوئی شخص ان 6 روزوں کو رکھنا چاہے تو جائز ہے کیونکہ رمضان کے روزوں کی قضا فوری طور پر واجب نہیں ہے بلکہ کسی بھی ماہ میں رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا کی جاسکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں حتی کہ ازواج مطہرات اپنے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا عموماً ۱۱ ماہ بعد ماہ شعبان میں کیا کرتی تھیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ اگرچہ امام احمد بن حنبلؒ نے رمضان کے روزوں کی قضا سے قبل 6 روزوں کی ادائیگی کو ناجائز قرار دیا ہے۔

اب ایک اور اختلافی مسئلہ ہے کہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا سے قبل شوال کے 6 روزے رکھنے سے پورے سال روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہوجائے گی یا نہیں۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات عالی سے یہی امید ہے کہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا سے قبل بھی شوال کے 6 روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہوجائے گی، انشاءاللہ۔

نوٹ: اگر کسی شخص نے ان 6 روزوں کو رکھنا شروع کیا، لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد دیگر روزے نہیں رکھ سکا تو اس پر باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے مگر کسی سال نہ رکھ سکے تو وہ گناہگار نہیں ہے اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔

شیخ راحیل احمد مرحوم قسط:۱

مرزا قادیانی اور حج بیت اللہ......عذرِ گناہ بدتر از گناہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی یوں تو ہر بات نرالی تھی، بڑی دور کی کوڑیاں لاتے تھے، اور ایسی ایسی دلیلوں اور تاویلوں کو جوڑ کر، اور حوالوں کو توڑ مروڑ کر اپنی بات پیش کرتے تھے کہ بھان متی نے کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا لے کر کیا کنبہ جوڑا ہوگا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مہدی اور مسیح موعود کا تھا، اور جس مقام کا دعویٰ ان کا تھا اس کے لیے نہ صرف تمام ارکان اسلام کو بجالانا فرض تھا۔ انھوں نے اس فرض پر کتنا عمل کیا، اس مختصر مضمون میں یہ جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

قرآن کریم میں حج کے بارے میں ارشاد ہے کہ ''لوگوں پر فرض ہے اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ جس کو وہاں تک راہ مل سکے اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے''۔ (آل عمران، آیت ۹۷)۔

حدیث شریف میں حج کے متعلق آیا ہے کہ ''ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا............انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے، انہوں نے عرض کیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک عملوں سے بڑھ کر ہے۔ تو ہم جہاد کریں، آپ نے فرمایا نہیں عمدہ جہاد حج ہے مبرور ہو''۔ (صحیح البخاری، کتاب المناسک، حدیث نمبر ۱۴۳۰)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ بلکہ متفق علیہ احادیث بھی موجود ہیں کہ مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔ مرزا صاحب سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ آپ نے حج نہیں کیا، احادیث کے مطابق آپ کو حج کرنا چاہیے، پہلے تو مرزا صاحب نے احادیث کے بارے میں قدم بہ قدم شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن جب اس سے بھی کام نہ بنا تو حدیث کا سوال ختم کرنے کے لیے کہہ دیا کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ میری وحی ہے (اور مرزا صاحب اپنی وحی کو قرآن کریم کے مقابل/برابر سمجھتے تھے) اور مزید فرمایا کہ ہاں جو حدیث میری (یعنی مرزا صاحب) وحی کے مطابق ہے اس کو ہم پیش کردیتے ہیں اور مرزا صاحب یہ کہتے ہوئے بالکل بھول جاتے ہیں کہ جس مقام کا دعویٰ وہ کر رہے ہیں، اس مقام اور دعوے کے بارے میں یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اور مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور حج کے موقع پر لوگ ان کو طواف کرتے ہوئے پہچانیں گے، محض اور محض احادیث سے ہی ثابت ہے اور مسلمان اگر مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں تو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں، نہ کہ مرزا صاحب کی خودساختہ وحی کی روشنی میں۔

اب مرزا صاحب کے جوابات پڑھیے اور سر دھنیے کہ حج کیوں نہیں کیا؟

☆ ......مرزا صاحب اپنی کتاب، ایام الصلح، میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے حج پر جانے کی حدیث

موجود ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی حدیث کی اہمیت کم کرنے کے لیے دجل سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اوراحادیث دکھلانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے“۔ (ایام الصلح / رخ جلد۱۴/صفحہ۴۱۶)۔ اب آپ دیکھیں ایک طرف پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ میرے دعویٰ کو حدیث سے کوئی تعلق نہیں، اس کی بنیاد میری وحی ہے، دوسری طرف جو حدیث ان کی وحی کے مطابق نہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے، اور جس حدیث میں مہدی علیہ السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے اسی میں یہ بھی موجود ہے کہ لوگ ان کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پہنچانیں گے۔ اس کے باوجود بھی مرزا صاحب کو نہ نظر آئے تو ان کی نیت کا فتور ہے۔

☆......پھر سوال کرتے ہیں کہ ”آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اوّل اس کا فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے“۔ (ایام الصلح، رخ جلد۱۴، صفحہ ۴۱۶)۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی زندگی میں دجال کو شکست دے دی، اس کو ختم کردیا؟ اس کا جواب ہمارے قادیانی دوست یہ دیتے ہیں کہ ”تین سو سال کے عرصہ میں فتح نصیب ہوگی“ اس کے جواب میں پھر یہ سوال ہے کہ تمام احادیث تو مسیح موعود کی زندگی میں ہی دجال کے خاتمہ کی بات کر رہی ہیں، دوسرے اگر ہم یہ بات مان بھی لیں تو اب دجال کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک سو پچیس سال ہوگئے ہیں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو، اس عرصہ میں کیا دجال کی طاقت کا تیسرا حصہ تباہ ہوگیا ہے؟ چلو اس کو بھی چھوڑو کیا دجالیت کا سوواں حصہ بھی ختم ہوا ہے؟ جواب اگر نہیں میں ہے اور یقیناً نہیں میں ہے تو مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے جو تیر ایک سو پچیس سال میں چلا لیے ہیں وہی تیر آئندہ بھی چلائیں گے! لیکن مسیح موعود کے بارے میں خود ان کا حج کرنا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر جانا احادیث کی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں؟ اگر لکھا ہے تو کیا مرزا صاحب حج پر گئے؟

☆......مرزا صاحب اسی کتاب میں اور اسی صفحہ پر (حوالہ مندرجہ بالا) لکھتے ہیں کہ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا“ اب مرزا صاحب کا دجل کھل گیا، کہ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا خروج ہوگا اور کوشش کرے گا کہ حرمین شریف میں داخل ہو اور وہ مشرق سے مدینہ کی طرف چلے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے حرمین شریفین کی حفاظت کے لیے مامور ہوں گے اور وہ دجال کو داخل نہیں ہونے دیں گے اور دجال تو یہ نہیں کرے گا بلکہ مسیح موعود کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ لیکن مرزا صاحب ان احادیث کے برخلاف خود ساختہ خیالات پھیلا کر دجل سے قادیانی لوگوں کو بے وقوف بنا گئے۔ چونکہ مرزا صاحب خود اپنے دعوؤں اور ان کے لیے دجل سے پُر دلیلوں اور تاویلوں کو دجل اور جھوٹ سے پھیلاتے رہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک کذاب اور خود ساختہ نبی کو دجال کی طرح حرمین شریفین میں داخل نہیں ہونے دیا۔

☆......مرزا صاحب اسی صفحہ پر (حوالہ مندرجہ بالا) لکھتے ہیں ”یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں صحیح بخاری سے اس کا

حل مل سکتا ہے اگر رسول اللہ کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج کرنا ہے تو بہر حال ہم حج کو جائیں گے۔ ہر چہ بادا باد''۔ کوئی شخص کیسے مسیح موعود بن سکتا ہے جب کہ اس نے تمام ارکان اسلام ہی ادا نہ کیے ہوں، کیا اللہ تعالیٰ اتنا مجبور ہے کہ ایک شخص کو احیاء اسلام کے لیے دنیا میں بھیجتا ہے مگر اس کے لیے حالات پیدا نہیں کرتا کہ وہ تمام ارکان اسلام ادا کر سکے؟ اور جو شخص خود اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا نہیں وہ دوسروں کے لیے حکم کیسے بن سکتا ہے؟ دوسرے مرزا صاحب کا دعویٰ مہدی موعود کا بھی ہے اور مہدی رضوان اللہ علیہ کو تو بمطابق سچے نبی کی پیشگوئیوں کے خانہ کعبہ میں پہچان کر اس کی بیعت کرنی تھی۔ اور اس کا مطلب ہے کہ دعویٰ مہدی کا غلط ہے۔ اگر ایک دعویٰ غلط ہے تو دوسرے خود بخود غلط ہو گئے!

پھر ایک مرتبہ حج پر نہ جانے کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہولے''۔ (ملفوظات احمدیہ جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۶۴ مرتب منظور احمد قادیانی، بحوالہ تجزیہ قادیانیت، صفحہ ۴۲، مصنف مولانا محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر، برطانیہ)۔ مرزا صاحب نے قتل خنزیر والی حدیث پر بھی مختلف آراء دی ہیں، جن میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتلِ خنزیر کے حوالے سے مذاق اڑایا گیا ہے، اور کبھی سانسیوں، چماروں کی موج کروائی گئی ہے، اور اب خود مرزا صاحب بہ نفس نفیس خنزیر کو مارنے والے سانسی چمار بننا پسند کر رہے ہیں تا کہ حج پر نہ جانے کا کوئی جواز دے سکیں۔ ذرا مرزا صاحب کے ایک ساتھی کی روایت بھی پڑھ لیں ''میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مراد مرزا غلام احمد قادیانی، ناقل) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لیے گئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا''۔ (سیرت المہدی/جلد ۳، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲ مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے، پسر مرزا قادیانی)۔ اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں، یہ تحریر ہی اپنے اوپر تبصرہ ہے۔ مرزا صاحب اپنے اندر کے سؤر کو تو مار نہیں سکے، اسلام کے لیے کون سے سؤروں کو مارا ہے یا مارنا تھا؟

پھر ایک بار سوال کیا گیا کہ آپ حج پر نہیں گئے تو مرزا صاحب جواب دیتے ہیں ''تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں''۔ (ملفوظات/جلد ۹/صفحہ ۳۲۴)۔ یعنی نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔ اب کوئی یا کچھ اشخاص اس کام میں لگ جائیں کہ پوری

امت مسلمہ کے علماء کرام کا ڈھونڈو اور ان سے بلا چون و چرا مرزا صاحب کی اجرائے نبوت پر مہر لگواؤ اور ساتھ ہی درخواست لکھواؤ کہ حضور مرزا صاحب خدا کے لیے ہم پر احسان کرو اور حج کر آؤ۔ جب آؤ گے تو ہم سب با جماعت مرزا جی پر ایمان لے آئیں گے۔ اگر ہم مرزا صاحب کا تمام کلام چھوڑ دیں، صرف یہی ایک حوالہ سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ، حدیث نبوی کے ارشاد سے بچنے کے لیے ایک بیہودہ انسان، ایک جھوٹا نبی کیسی کیسی بیہودہ اور نامعقول، تجاویز، تاویلات اور بہانے ڈھونڈ سکتا ہے۔ صرف اسی ایک حوالے پر مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، لیکن یہاں مرزا صاحب کے حج پر نہ جانے کے عیارانہ، ملحدانہ بہانوں کا ذکر کر رہے ہیں، اس لیے تفصیلی تبصرہ کسی اور موقع پر وما **توفیقی الا باللہ**۔ آپ خود دیکھ لیں کہ کیا ایک ایسا شخص جو نعوذ باللہ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کیا یہ جواب اس کے شایان شان ہے؟

مرزا غلام اے قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم، اے جن کو مرزا صاحب نے قمر الانبیاء کا خطاب دیا ہوا تھا، مرزا صاحب کی سیرت پر تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ''سیرت المہدی'' میں مرزا صاحب کے حج پر نہ جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پہلے تو مرزا صاحب کے مالی حالات ایسے نہیں تھے کہ حج کر سکتے، دوسرے وہ تبلیغ اسلام میں ایسے مشغول رہے کہ فرصت نہ ملی، اور تیسرے بعد میں مرزا صاحب کے خلاف فتوؤں کی وجہ سے ان کے لیے سفر محفوظ نہیں تھا۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ان تینوں اعتذارات میں سے ایک بھی عذر خود بیان نہیں کیا بلکہ اوپر دیئے گئے حوالوں سے ثابت ہے کہ ان کے جواب ہمیشہ مختلف لیکن بے بنیاد ہوتے رہے ہیں، اس لیے مرزا صاحب اپنے دیئے ہوئے جوابات/ بیان کے مقابلے پر ان کے بیٹے کے دیئے ہوئے جواب کی کوئی مسلمہ حیثیت نہیں۔

لیکن اس کے باوجود اگر کسی قادیانی بھائی کو اسی جواب پر اصرار ہے تو وہ ان باتوں کا جواب دیں: پہلی بات کہ اگر مرزا صاحب کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ براہین احمدیہ میں دس ہزار روپیہ کا چیلنج کہاں سے دے رہے تھے؟ اور اپنے آپ کو رئیس قادیان کیسے لکھتے تھے؟ اگر ان کے پاس پیسے نہیں تھے اور وہ کنگلے تھے تو کیا اسلام کے نام پر دس ہزار کا چیلنج دینا اور اپنے کو کتاب کے ٹائیٹل پر رئیس قادیان لکھنا اور ظاہر کرنا دھوکا نہیں تھا؟ کیا ایک دھوکے باز مسیح آپ کو قبول؟

دوسرا عذر تبلیغ اسلام میں مشغول تھے، مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ کی اطاعت، دوسرے انگریز حکومت کی تابعداری۔ اور ان خیالات کو پھیلانے میں ساری عمر لگے رہے، اور مرزا صاحب کے اپنے بقول وہ لگا تار ایک لمبا عرصہ (۲۰ سال سے زائد) تمام عرب وعجم میں یہ خیالات پھیلاتے رہے۔ تو وہاں جا کر ذاتی طور پر کیوں نہیں یہ خیالات پھیلانے کی کوشش کی؟ حج کے موقع پر آپ کی ایک تقریر کروڑوں مسلمانوں کو انگریزی

حکومت کا خیر خواہ بنا دیتی، کیونکہ بقول مرزا صاحب کے وہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ مہدی اور مسیح تھے، اور وہیں لوگوں نے ان کو پہچاننا تھا؟ لوگ بھی پہچان لیتے اور پوری دنیا میں ایک بار ہی پیغام پہنچ جاتا؟

تیسرے راستے محفوظ نہیں رہے، مولویوں کے فتویٰ کی وجہ سے، تو مرزا صاحب کا الہام ہے کہ میں قتل کے منصوبوں وغیرہ سے بچایا جاؤں گا، بلکہ یہ بھی الہام/وحی ہے کہ جو تجھ پر حملہ کرے گا میں اس پر حملہ کروں گا۔ اب اس سے بہتر کون سا وقت تھا اپنے الہام کی سچائی ثابت کرنے کا۔

پھر مرزا صاحب کی وحی ہے کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ جو تیرا ارادہ ہے وہ میرا ارادہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حج کا ارادہ کیا یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو مسیح موعود تو کیا صحیح مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔ اور اگر ارادہ کیا اور پورا نہیں ہوا تو کیا خدا پر بہتان نہیں باندھا کہ اس نے ان کے ارادہ کو اپنا ارادہ کہا ہے؟ یہ ماننا پڑے گا کہ یہ جھوٹ بولا ہے یا شیطانی الہام تھا اس لیے پورا نہیں ہوا۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مجھے طاقت دی گئی ہے کہ میں جس کام کو کہوں ہو جا، وہ ہو جائے گا۔ اب یہ بتائیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی موقع تھا کہ وہ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پورا کرنے والے بن جاتے؟ اگر اس موقع پر کـن فیـکون کی طاقت نہیں دکھائی تو اس سے بہتر اور کون سا موقع تھا؟ کیا کہیں اور کسی کام میں یہ طاقت دکھائی تو بتائیں۔

(جاری ہے)

مشاہداتِ قادیان

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ

● قادیان میں مجلس احرار اسلام کی اوّلین صدائے حق ● دفتر کا قیام ● تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد ● قادیانیوں کے ساتھ مناظرے اور مقابلے ● قادیان کے مسلمانوں میں جرأت و استقامت کی روح پھونکنے کے ایمان پرور تذکرے ● کفرستانِ قادیان میں احرار کے پہلے مبلّغ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ کے قلم سے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کی تاریخ ساز جدوجہد ● تحریک تحفظ ختم نبوت کی نو سالہ مقدس جدوجہد کے عینی شاہد اور میدانِ عمل میں دادِ شجاعت دینے والے عظیم مجاہد کی زبانی۔

صفحات:400 قیمت-/600روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

اکبرالہ آبادی

نعت شریف

یہ جلوۂ حق سبحان اللہ، یہ نورِ ہدایت کیا کہنا
جبریل بھی ہیں شیدا ان کے، یہ شانِ نبوت کیا کہنا

وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی اور محفل دیں پُر نور ہوئی
یہ مہرِ ہدیٰ سبحان اللہ، یہ صبحِ سعادت کیا کہنا

جس دل میں ہو پرتوِ کرسی وعرش، اس دل کی بلندی صلِّ علیٰ
جس سینے میں قرآں اترا ہو، اس سینے کی عظمت کیا کہنا

تسبیح سے دنیا گونج اٹھی، تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیر ہدایت صلِّ علیٰ، یہ جوشِ عبادت کیا کہنا

نغمہ ہے تیرا دلکش اکبر، مضمون ہے ترا پاکیزہ تر
بلبل کے ترانے صلِّ علیٰ، پھولوں کی لطافت کیا کہنا

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

نادر صدیقی

منقبت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

دل پہ ہوتا ہے الہام نامِ بتولؓ
پیارے ناموں میں اک نام نامِ بتولؓ
ہے وظیفہ سحر شام نامِ بتولؓ
آگیا ہے مرے کام نامِ بتولؓ

آبروئے نبیؐ سیدہ فاطمہؓ
مشک و بوئے نبیؐ سیدہ فاطمہؓ
عکسِ خوئے نبیؐ سیدہ فاطمہؓ
یعنی روئے نبیؐ سیدہ فاطمہؓ

اہلِ بیتِ وفا دخترِ مصطفیٰؐ
جانِ خیر الوریٰؐ دخترِ مصطفیٰؐ
آیتِ مصطفیٰؐ دخترِ مصطفیٰؐ
زوجۂ مرتضیٰؓ دخترِ مصطفیٰؐ

فاطمہؓ ہر طرح سے مبارک بنی
فاطمہؓ سچے لوگوں کا مسلک بنی
فاطمہؓ میرے آقاؐ کی ٹھنڈک بنی
فاطمہؓ کملی والےؐ کی اجرک بنی

اس کے در کے گدا شاہ بنتے گئے
اس کے نقشِ قدم راہ بنتے گئے
ذرے مٹی کے تھے ماہ بنتے گئے
جو بھی اس کے بہی خواہ بنتے گئے

نازشِ زندگی فاطمہؓ فاطمہؓ
روشنی روشنی فاطمہؓ فاطمہؓ
نورِ عینِ نبیؐ فاطمہؓ فاطمہؓ
اور لباسِ علیؓ فاطمہؓ فاطمہؓ

آیتوں نے سلامی اسے پیش کی
قدسیوں نے سلامی اسے پیش کی
مؤمنوں نے سلامی اسے پیش کی
نوکروں نے سلامی اسے پیش کی

فاطمہؓ کی جو پوشاک ہے پاک ہے
اس کے قدموں کی جو خاک ہے پاک ہے
دخترِ شاہِ لولاکؐ ہے پاک ہے
میرا ادراک ہے پاک ہے پاک ہے

وہ جو راحت ہے قلبِ نبیؐ کے لیے
وہ جو حرمت ہے حضرت علیؓ کے لیے
وہ جو جنت ہے سید ولیؓ کے لیے
سیدی کے لیے مرشدی کے لیے

فاطمہؓ سے مقدس کہانی بنی
فاطمہؓ اس قدر تو سہانی بنی
فاطمہؓ دونوں عالم کی رانی بنی
فاطمہؓ مصطفیٰؐ کی نشانی بنی

ماؤں کا مان ہے، آن ہے، بان ہے
بنتِ لاثانیؐ ہے، بوئے ریحان ہے
پاک تر شان ہے جیسے قرآن ہے
دین و ایمان ہے میرا ایمان ہے

ساری پاکیزگی سیدہؓ کے لیے
وقف ہے شاعری سیدہؓ کے لیے
یہ مری زندگی سیدہؓ کے لیے
نوکری چاکری سیدہؓ کے لیے

علم و نورِ نبیؐ ورثۂ فاطمہؓ
لکھتا پڑھتا رہوں اسوۂ فاطمہؓ
صاف و شفّاف آئینۂ فاطمہؓ
اور کھاتا رہوں صدقۂ فاطمہؓ

ماں خدیجہؓ کی بیٹی پہ لاکھوں سلام
میرے آقا کی بیٹی پہ لاکھوں سلام
شاہِ والا کی بیٹی پہ لاکھوں سلام
سب کے مولیٰؐ کی بیٹی پہ لاکھوں سلام

☆......☆......☆

سید سلمان گیلانی

لاہور لہولہو

تم کو نظر آتا نہیں بہتا ہوا خوں کیا؟
منہ بولتا منظر ہو تو میں مُنہ سے کہوں کیا؟
غیر آتے اگر چڑھ کے تو جوہر میں دکھاتا
تم تو مِرے اپنے ہو، اب اپنوں سے لڑوں کیا؟

حبیب الرحمٰن بٹالوی

تعارف

سنو! اہلِ محفل میں کیا بیچتا ہوں
تصنّع بناوٹ، ریا بیچتا ہوں
عہدوں کی خاطر میں دنیا کے بدلے
یہ دستار اپنی، کلاہ بیچتا ہوں
اَلحاج تاجر ہوں سب جانتے ہیں
ملاوٹ سے بھر کر غذا بیچتا ہوں
چائے پانی جوس اور بوتل پلا کر
کھوٹا ہو چاہے کھرا بیچتا ہوں
ٹوٹی پھوٹی چیزیں ملمع چڑھا کر
کہہ کر میں اُن کو نیا بیچتا ہوں
میرا نام مذہبی سکالر ہے لوگو!
خطابت، لفاظی، عبا بیچتا ہوں
غیر محرم عورت کا میں ہم نشین ہوں
چینل پہ شرم وحیا بیچتا ہوں
پیسے کے لالچ میں، حرص وہوا میں
اندھیرا بنام ضیاء بیچتا ہوں
لوگوں سے خیرات وصدقات لے کر
بخشش کی سندیں دعا بیچتا ہوں

گلے کی گراری گھما کر مسلسل
سُر لَے نَوا اور صدا بیچتا ہوں
میں مال زادہ ہوں ہمراز لوگو!
دیکھو تو آ کے میں کیا بیچتا ہوں
گذری تاریخوں کے لیبل بدل کر
مریضوں کو ایسی دوا بیچتا ہوں
کہ چھتیس ٹیکے لگانے پہ بیمار
اچھا ہو چاہے بُرا بیچتا ہوں
علم بیچتا ہوں میں لاکھوں کے بدلے
ٹیچر ہوں، تھیوری، میں لاء بیچتا ہوں
ننگ بدن ہوں، درزی ہوں ہمدم!
بانام فیشن، حیا بیچتا ہوں!
کوئی نام رکھ لیں جو مرضی کہہ لیں
اِمارت کی خاطر وفا بیچتا ہوں
ہُوں اینکر پرسن، قلم کار شاعر
سودا میں سب سے جدا بیچتا ہوں

☆......☆......☆

مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ　قسط:۱۳

تاریخِ احرار

کپورتھلہ ایجی ٹیشن ۱۹۳۴ء

ریاست کپورتھلہ کی ایجی ٹیشن مصیبت زدہ کسانوں کی بھیگی ہوئی پلکوں کی دکھ بھری کہانی ہے۔ کسی کا حق نہیں کہ راجوں مہاراجوں کے عالی شان محلات سے رعایا کی خوشحالی کا قیاس کرے۔ بلکہ یقین یہی کرے کہ ان سر بفلک کشیدہ عمارتوں کی تعمیر کسانوں کی چھوٹی تقدیر نے کی ہے۔ ریاستوں کی دکھی دنیا کی داستانِ مصیبت کو شروع کر کے آنسوروں نے کے بغیر کون ختم کر سکتا ہے۔ انگریزی علاقے کے کسان کے جسم پر چیتھڑے اڑے دیکھ کر گھبرا جانے والے اگر ریاستوں کے کاشت کاروں کی پریشان حالی دیکھیں تو انگریزی حکام کی رحم دلی کی داد دیں اور انگریزی علاقے کے کسان کو بہشت کا باشندہ سمجھیں۔ ریاستوں کے رئیس نہ ہندو ہوتے ہیں نہ مسلمان، وہ خالص رئیس ہوتے ہیں۔ یعنی خوفِ خدا سے بے نیاز طعنۂ خلق سے بہت دور۔ جب تک سرکار انگریزی کا سایہ ہندوستان میں موجود ہے کوئی روساء کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بداعتدالیوں کی انھیں کھلی چھٹی ہے۔ جیسے قوانین چاہیں جاری کریں، جو لگان چاہیں وصول کریں، شادی اپنی رچائیں اور ٹیکس رعایا پر لگائیں۔ دوسرے ریاستوں کے مدعو راجوں مہاراجوں کے گل چھرے اڑانے کا ڈنڈ مفلس کسانوں سے طلب کریں۔ سرکار انگریزی باز پرس کیوں کرے۔ انگریزی راج کے ساتھ دیسی سوراج کا ایسا نمونہ چاہیے تا کہ لوگ انگریز بہادر کی جے پکاریں اور سب کہیں کہ بھیا فرنگی سرکار میں بڑا امن ہے۔

یاد رکھو کسی ملک میں اچانک ہلچل کا پیدا ہو جانا لوگوں کی تکلیفوں کے گہرے احساس کا مظہر ہے۔ کون ہے جو آرام کو بیچ کر مصیبتوں کو مول لے۔ خاص لوگ کسی اعلیٰ یا ادنیٰ جذبہ کے ماتحت کبھی ایسا کر بیٹھتے ہیں لیکن عوام کا قانون یہی ہے کہ خوش حالی میں کوئی بے اطمینانی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ جہاں فاقوں سے ماری مخلوق بستی ہے وہاں معمولی سا شوشہ فتنہ قیامت بن جاتا ہے اس لیے کہ اس کی پشت پر گہرے جذبات کام کرتے ہیں۔

کپورتھلہ ایجی ٹیشن ریاستی افق پر ایک نقطہ ابر کی طرح نمودار ہوا جو دیکھتے دیکھتے طوفان بن گیا۔ قصہ یوں ہوا کہ بیگو وال میں، جو ریاست میں راجپوتوں کا مرکزی مقام ہے، مظلومینِ کشمیر کے حق میں جلسہ عام ہوا۔ دردمندوں کو دیکھ کر اپنے دکھ یاد آ جاتے ہیں۔ کشمیر کے ہنگامے نے لوگوں کو خون کے آنسو رلا دیئے۔ ابھی اس ریاست میں سیاسی تحریک اٹھانے کا یارا کس کو تھا۔ اس اجتماع سے فائدہ اٹھا کر کچھ اصلاحی کاموں پر توجہ دینا شروع ہوئی۔ یہ کچھ عجب نہیں قدرتی بات ہے کہ مسلمان جہاں مل بیٹھ کر کوئی کام شروع کرتے ہیں عموماً ان کی پہلی توجہ اپنی اقتصادی بدحالی کی طرف جاتی ہے۔ جب وہ اس کے اسباب تلاش کرنے لگتے ہیں تو ہندو دکان دار اور ہندو ساہوکار سامنے آتے ہیں۔ ساہوکار

سے زیادہ ہندودکان داران کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ پیسہ کماتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ چیز دیتے اور پیسہ ہاتھ میں لیتے وقت مسلمان گاہک سے اچھوت کا سلوک کرتا ہے۔ وقت پر خواہ وہ کسی بے غیرتی دکھا کر اس بدسلوکی کو برداشت کر جائے مگر دل میں گروہ ضرور رہتی ہے، کہ روپیہ بھی خرچ کیا بےعزت بھی ہوئے۔ نقصانِ سرمایہ برداشت ہوسکتا ہے مگر سلوکِ ہمسایہ کوکوئی کب تک برداشت کرے۔ ہندو مسلمان کشیدگی کی بنیادی وجہ ہندو کا مسلمان کو اچھوت سمجھنا ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے اول بیگووال کے مسلمانوں نے ہندوؤں کے اقتصادی اور مجلسی بائیکاٹ کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور خرید وفروخت عورتوں کے بجائے خود مردوں کے ذریعے کرنا چاہی۔ ہندو دکان دار بڑا ہوشیار ہے، اس نے گربہ کشتن روز اوّل کے مصداق شور مچانا شروع کر دیا کہ مسلمانوں نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا۔ ساہوکاروں نے دکان داروں کی حمایت کی۔ معاملہ ذرا بڑھا۔ بنیا بڑا کائیاں ہے معمولی بات پر کائیں کائیں کرنے لگتا ہے۔ اس ریاست میں ساہوکاروں کا بڑا رسوخ ہے تھوڑا سا شور بڑی پکار بن کر حکام کے کانوں میں پہنچتا ہے۔ لیکن حکام کیا کہیں کہ مسلمانو! تم اپنی عورتوں کو خرید وفروخت کے لیے ضرور بھیجا کرو۔ اس لیے افسران نے ہندوؤں کی پکار پر دھیان نہ دیا۔ ہندوؤں نے ہڑتال کر دی۔ مسلمان ایک دن میں حیران ہو گئے اور لگے بغلیں جھانکنے۔ اور تو کچھ نہ کر سکے ساہوکاروں کی اراضیات کاشت نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

جانِ مجنوں کو ایک رنج وعذاب نہیں، جانِ شیریں ساری داغ داغ ہے پنبہ کہاں کہاں رکھے۔ یہاں کے مطابق زمیندار کو ہندو دکان دار سے اس کی اچھوت کرنے کا شکوہ، ساہوکار سے خون چوس جانے کا گلہ، حکام سے ہڈیاں پیس ڈالنے کی شکایات، ساہوکار اور سرکار کاشت کے معاملے میں ایک ہو گئے۔ حکم جاری ہو گیا کہ جس گاؤں میں جتھے بندی کے طریق پر کاشت اراضی سے انکار ہوگا اس کا بار اس کے باشندوں پر ڈالا جائے گا۔ پولیس تو حکام کے اشاروں کی منتظر ہوتی ہے، جب ساہوکار اور سرکار ایک ہوں تو پولیس لائن کے تشدد نے معاملے کو ہوا دی۔ ساہوکار اور کاشت کار کے سوال نے مہیب صورت اختیار کر لی۔ عوام کو امید تھی کہ ریاستی سرکار ساہوکار اور کاشت کار کے معاملہ میں بدحال کاشت کار کی مدد کرے گی۔ نتیجہ امید کے خلاف پا کر وہ احکام سے قطعی مایوس ہو گئے۔ بعض نے ہجرت کا مشورہ دیا، کیسا غلط مشورہ تھا ہجرت قربانی کی بڑی کٹھن منزل ہے۔ مکہ معظّمہ کے خوش نصیب مہاجرین کو مدینہ منورہ کے نیکوکار انصار مل گئے لیکن ہر خطہ مہاجرین کا مدینہ نہیں۔ ہندوستانیوں کی کابل کی طرف ہجرت کا ہمیشہ سبق یاد رکھنا چاہیے۔ ہجرت اسی حال میں بابرکت ہے جب مہاجر دیس سے زیادہ پردیس میں مصائب جھیلنے کا فیصلہ کر کے گھر بار چھوڑے۔ جو آرام پانے کے لیے گھر سے نکلتے ہیں دکھ اٹھاتے ہیں جو دکھ اٹھاتے چلیں فتح وکامرانی کا منہ دیکھتے ہیں۔

قبل اس کہ میں واقعات اور اس کے نتائج پر بحث کروں۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء تک کے حالات کا نظارۂ طائرہ کر لیں۔ سیکرٹری مجلس احرار دسوہہ نے خود واقعات کا جائزہ لے کر جو بیان اخبارات میں دیا اس کا مطالعہ فرمائیں۔

’’ریاست کپورتھلہ کے ہندوساہوکاروں کی اشتعال انگیز روش‘‘

تحصیل بھولتھ کے مسلمان کاشتکاروں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے منصوبے

’’کئی ماہ سے تحصیل بھولتھ ریاست کپورتھلہ کے متعلق ہندو اخبارات کے پریپگنڈا سے بے شمار غلط فہمیوں دوآبہ بست جالندھر میں خصوصاً اور پنجاب کی اخباری دنیا میں عموماً پیدا ہوگئی ہیں۔ بحیثیت ایک خادم ملت مجھے اس امر کے احساس نے صحیح حالات کی تحقیق پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۳۲ء کو میں نے اسی امر کی جستجو میں تحصیل ہذا کے شمالی حصہ کے دس دیہات کا دورہ کیا جس کے نتائج امید ہے کہ ان غلط فہمیوں کے ازالے کا باعث ہوں گے۔

گزشتہ رمضان مبارک میں جب سرفروشانِ احرار ریاست کشمیر کے عاقبت نااندیش حکام کے انسانیت سوز مظالم کے خلاف مصروف جہاد تھے، اس وقت بیگو وال کے حساس مسلمانوں کو بھی اپنے ان مظلوم بھائیوں کی اخلاقی و مالی امداد کے فریضے کی ادائیگی کی طرف رغبت ہوئی تو میر پورڈے کے عظیم الشان جلسے میں بمقام بیگو وال قرار پایا کہ عیدالفطر کے موقعہ پر چندہ فراہم کر کے مظلومین کشمیر کی بذریعہ مجلس احرار امداد کی جائے۔ ساتھ ہی مسلمانانِ علاقہ کی اخلاقی و اقتصادی اصلاح نماز و روزہ کی پابندی کے لیے تبلیغ کا انتظام بھی کیا گیا۔ ہندو ساہوکاروں کی قلیل آبادی کو یہ امر شاق گذرا۔ اس پر وہ چراغ پا ہوئے اور شورِ محشر برپا کر دیا۔ رضا کارانِ اسلام بیگو وال کی جماعت نے پہلا قدم یہ اٹھایا تھا کہ مسلمان عورتیں خرید و فروخت کے لیے بازار میں نہ آئیں کیونکہ یہ اخلاقی اور اقتصادی اصلاح کے لیے ضروری تھا۔ جب عورتوں کو یہ کہنا شروع کیا کہ خرید و فروخت مردوں کے ذریعے ہو اور اگر کسی بہن کو دقت محسوس ہو تو ہم خود اس کی ضرورت کی اشیا خرید کر لا دیں گے۔ اسے ہندو ساہوکاروں اور دکان داروں نے پکٹنگ کا جامہ پہنا کر حکام ریاست سے شکایتیں شروع کر دیں۔

حالانکہ رضا کار نہ بازار میں جاتے تھے اور نہ دکانوں پر خرید و فروخت میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ بلکہ گھروں پر جا کر سمجھاتے بجھاتے تھے اور ایسی عورتوں کا سودا خود خرید کر ان کے گھر جاتے تھے جن کے مرد موجود نہ ہوں۔ یہ ہے حقیقت اس پکٹنگ کی جس کے متعلق آج تک بدستور شکایت کی جا رہی ہے اور افسران علاقہ ہندو دکان داروں کی شکایات پر بلا تحقیق مسلمانوں کو دھمکاتے ہیں۔

رضا کار صبح اور شام کے وقت مساجد میں نماز ادا کرنے کے لیے مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے جاتے اور غافل مسلمانوں کو مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کے لیے توجہ دلاتے تھے۔ بیگو وال کے ساہوکاروں نے اس پر بھی بے شمار اعتراضات کیے، یہاں تک کہ نعرۂ تکبیر کی قطعی بندش کے لیے حکام ریاست سے امداد طلب کرتے تھے۔ عامۃ المسلمین ان اعتراضات پر اکثر برافروختہ ہوتے مگر ذمہ دار اصحاب کی دانشمندانہ تدابیر انھیں جادۂ عدل سے باہر قدم نہ نکالنے دیتیں۔ اسی وجہ سے کام صلاحیت سے چلتا رہا۔

اسی اثنا میں مسلمانوں کے لیے ہندو دوکانداروں نے دو روز ہڑتال کردی۔ ہڑتال کے پہلے ہی دن ایک مسلمان بقضائے الٰہی فوت ہوگیا۔ اس کا وارث کفن کا کپڑا خریدنے کے لیے دکانوں پر آیا تو جواب صاف پایا۔ اس غریب کے کفن کا کپڑا پیر سید جعفر حسین صاحب نے مہیا کیا۔ اسی طرح دو روز تک مسلمانوں کے لیے روزانہ ضرورت کی اشیا کی فروخت بند رہی۔ اس پر خاص بیگو وال اور بھولتھ دیہات سے اپنی دوکانوں کے اجراء کا تقاضا شروع ہوا۔ اور بہت جلد بیگو وال اور اس کے نواح میں مسلمانوں کی دکانیں کھل گئیں جس نے ہندو سرمایہ داروں کو اس علاقہ کے غریب مزدوروں اور کاشت کاروں کے اور بھی در پے آزاد کر دیا۔ انھوں نے یہ متفقہ فیصلہ کر لیا کہ ان لوگوں کو آئندہ قرض نہ دیا جائے اور سابقہ قرضوں کا فی الفور تقاضہ کیا جائے چنانچہ ساہوکاروں کی طرف سے اس فیصلہ پر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ اور نہایت سختی کے ساتھ مقرضوں سے وصولی قرضہ کا مطالبہ شروع ہونے لگا۔ اس پر کاشتکاروں کو اس امر کا احساس پیدا ہوا کہ پہلے کی طرح اب بلا رسید لیں دین نہ کریں گے۔ چنانچہ ساہوکاروں کی اراضی کی پیداوار کی بٹائی کی کاشت کاروں نے رسیدیں طلب کیں جو اس وقت تک حاصل نہ کر سکے جب تک تحصیل دار صاحب علاقہ نے ساہوکاروں کو رسیدات دینے کے لیے مجبور نہ کیا۔

اب زور مالیہ ادا کرنے کا وقت آیا تو زمینداروں اور ساہوکاروں نے مالیہ بصد دقت وقت پر ادا کر دیا۔ اور ساہوکاروں کو قرضہ جات کے سود واپس نہ کر سکے کیوں کہ یہ امر یقینی تھا کہ اگر پیداوار فصل ربیع ساہوکاروں کو دے دیتے تو مالیہ کی ادائیگی ان کے لیے ناممکن ہوجاتی۔

ماہ جون کے اخیر میں تحصیل بھولتھ کے ذمہ دار اصحاب نے مطالبات کی ایک طویل فہرست مہاراجہ بہادر کی خدمت میں پیش کی جن کی تائید ریاست کے ہر حصے سے ہوئی۔ ان میں سے پانچ نہایت اہم ہیں جن کے باعث آج تک کش مکش جاری ہے۔

۱۔ آئندہ اصلاحات کے مطابق ہندوستان میں جو اختیارات صوبجاتی کونسلوں کو دیئے جائیں انھی پر ریاست میں عمل درآمد ہو۔

۲۔ ایکٹ انتقال اراضی مروجہ پنجاب جلد از جلد ریاست میں نافذ ہو۔

۳۔ مزدوروں اور پیشہ وروں کی جائیداد غیر منقولہ (مکانات رہائشی وغیرہ) قُرق ہونے سے مستثنیٰ قرار دی جائے۔

۴۔ قرضوں کی اصلیت کی تحقیق کی جائے کہ اصل زر میں کتنا سود شامل ہو چکا ہے اور دو چند سے جتنی رقم تجاوز کر چکی ہے ناواجب قرار دی جائے۔

۵۔ مالیہ ریاست میں مناسب و معقول مستقل تخفیف کی جائے۔

ان مطالبات نے کش مکش میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ جو ساہوکاروں، کاشتکاروں اور مزدوروں کے مابین بے اعتمادی کی آخری حد کا باعث ہوئے۔

اب ساہوکاروں کو اپنی اراضی کی کاشت مطلوب تھی۔ اور مقروض کاشت کار اور مزدوروں کو ایسے زرِ قرضہ کی رسیدیں درکار تھیں جو یہ ساہوکاروں کو واپس کر چکے تھے۔ یہ وصولی کی رسیدیں دینے سے انکار کرتے تھے، اور وہ کاشت اراضی سے دست کش تھے۔ عوام کی ہمدردی اس غریب طبقہ سے فطرتی تقاضا تھا۔

اس تحصیل بھولتھ کے باشندگان کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے مہاراجہ بہادر کی طرف سے ایک ایسی کمیٹی کا تقرر ہوا جس کا صدر مجسٹریٹ ملانہ تھا۔ جب اس کمیٹی کے روبرو یہ معاملہ پیش ہوا۔ تو صاحب صدر نے بعد استصواب وزیر اعظم حسابات کی جانچ پڑتال کے اعتراض پر غور کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ساہوکاروں کی اراضی کاشت کرانے کے لیے ممبران کمیٹی پر زور ڈالا اور وہ بھی اس وقت جب کہ زمینیں خشک ہو چکی تھیں۔ اور قابل کاشت نہ تھیں۔ اتحاد کمیٹی کے صدر نے نہ معلوم اس سوال کو بعد از وقت کیوں اٹھایا اور جوں توں کر کے وقت کیوں ضائع کیا؟

عام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اتحاد کمیٹی کا صدر اتحاد کا معاملہ تعویق میں نہ ڈال رکھتا تو پہلی نشست میں اس کے تصفیہ کی طرف راغب ہوتا۔ طرفہ یہ کہ ساہوکار اور زمیندار نمائندے وقتاً فوقتاً توجہ بھی دلاتے رہے۔ مگر صاحب صدر نے توجہ نہ کی۔

۱۴/اکتوبر کو وزیر اعظم صاحب ریاست نے ساہوکاروں اور کاشت کاروں کے نمائندوں کو اپنے درِ دولت پر طلب فرمایا۔ ساہوکاروں کی شکایات نہایت تحمل سے سنی گئیں۔ اور کاشت کاروں کو جواب کی مہلت سے محروم رکھتے ہوئے ذیل کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ کہ جن دیہات میں جتھے بندی کے طریق پر کاشت اراضی سے انکار ہوگا۔ ایسی اراضی کا معاملہ ان کے دیہات کے باشندوں پر بار ہو کر وصول کیا جائے گا۔ یہی حکم میں نے کئی دیہات میں قلمی لکھا ہوا دیواروں پر چسپاں دیکھا۔ اس خلاف قانون حکم کو دیکھ کر میری حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کسی کاشت کار کو کس ضابطہ و قانون کے ماتحت کسی زمین کی کاشت کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ کاشت نہ کرے تو ادائیگی مالیہ اراضی کا کاشتکار کیسے ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ وزیر اعظم صاحب کے انوکھے حکم سے تحصیل بھولتھ کے باشندوں میں بے چینی و بد دلی کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے۔ حکام کا ایک ایسا متشددانہ رویہ امن عامہ میں ہمیشہ خلل کا باعث ہوا ہے۔ علاوہ ازیں پولیس کو غالباً ریاست میں غیر محدود اختیارات آج کل دے دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ شاخ تراشی کے جھگڑوں پر بھی پولیس افسر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور غریب کاشت کاروں کو مرعوب و دہشت زدہ کرنے کے تمام وسائل عمل میں لا رہے ہیں۔

اس تحصیل کے کاشت کار و مزدور اس وقت زندگی کے نازک مراحل میں سے گزر رہے ہیں۔ تحصیل کا شمالی

علاقہ جو بالکل مسلمان کاشت کاروں کی آبادی ہے سول و پولیس افسروں کی سختیوں کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ اور حکام ریاست نے ان کا عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہجرت کر جانے پر آمادہ ہیں۔ ایسے نازک وقت میں مہاراجہ صاحب کو حکام کی من مانی کارروائیوں کا سدباب کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے کہ اس سے وفادار اور پرامن رعایا کو مشتعل ہو کر مظاہروں کا موقع ہاتھ آئے۔ اور ساتھ ہی زمینداروں کاشت کاروں اور پیشہ وروں کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنے میں والئی کپورتھلہ کو تامل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر مہاراجہ بہادر نے صورت حالات کی اصلاح کی طرف جلد توجہ نہ دی اور نااہل افسروں پر ہی تمام معاملہ کو چھوڑ رکھا تو نتائج ایسے مرتب ہونے کا امکان ہے جو ریاست اور باشندگان ریاست کے لیے نقصان عظیم کا باعث ہوں گے۔ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام دسوہہ ضلع ہوشیار پور۔ (روزنامہ ''زمیندار'')

تحریک کی رہنمائی

چودھری عبدالعزیز خان آف بیگو وال احرار کے نائب صدر تھے۔ یہ تحریک ان کی رہنمائی میں پرامن طور پر شروع ہوگئی۔ اور ہجرت کے احتمالات جاتے رہے۔ وہی ریاست میں سینٹرل زمیندار لیگ کے جنم داتا ہیں۔ زمیندار لیگیں عام طور پر امیر طبقے کی اُپج ہوتی ہیں۔ چھوٹے زمینداروں کا نام لے کر بڑے زمیندار حکومتوں سے اپنے لیے مفاد حاصل کرتے ہیں لیکن یہ جماعتی ذہن کا اثر تھا کہ سینٹرل زمیندارہ لیگ کی عرضداشتوں کا رخ ہر قسم کے سرمایہ داروں کے خلاف تھا۔ چودھری عبدالعزیز خاں نے ''انصاف اور روٹی کی پکار'' کے عنوان سے جو عرضداشت بحیثیت سیکرٹری جنرل زمیندارہ لیگ مہاراجہ صاحب کی خدمت میں بھیجی وہ قابل غور ہے۔ اگر چہ ابھی عرضداشت کے مطالبات انقلاب پیدا کرنے والے نہیں لیکن وہ فرض جو یہ تحریر پیدا کرنا چاہتی ہے وہ انقلابی ہے۔ وہ ہر قسم کے سرمایہ داروں سے غریب اور کسان کی جان چھڑانے کو نصب العین قرار دیتی ہے۔ چھوٹے طبقے کی محنت کے ثمرہ کو سرمایہ داروں اور امتیازی خاندانوں کی پرورش پر صرف کرنے کے فعل پر صدائے ناراضگی بلند کرتی ہے۔ پنجاب کے زمینداروں میں یہ پہلی لیگ ہے جس نے طبقاتی کشمکش کو حوصلہ مندی سے اپنے سامنے رکھا۔ اور انقلابی نصب العین کے لیے بسم اللہ کہہ کر کام شروع کیا۔ انصاف اور روٹی کی پکار کے آخری حصوں کو احرار مطالعہ کرے اور پیش نظر رکھے۔ کہ ابتدا ہی سے مجلس احرار کے ذمہ دار احرار لیڈروں کے سامنے یہی مقصد حیات تھا کہ مزدور اور کسان کو خاص حقوق اور مراعات رکھنے والے لوگوں کے خلاف منظم کیا جائے تا کہ ان امتیازی خاندانوں اور مالداروں کو غریب کاشتکاروں اور مزدوروں کی محنت کا ثمرہ اڑا لے جانے سے روکا جائے۔ اور اسلام اور اشتراکیت کا لٹریچر ان ہی چند فقروں کی تفصیل ہے، بہر حال وہ پوری عرضداشت درج ذیل ہے۔

''انصاف اور روٹی کی پکار''

حضور والا!

عقیدت و فرمانبرداری کے جذبات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ حضور والا کی خدمت میں مفصلہ ذیل چند سطور گزارش کروں اور مجھے امید ہے کہ حضور والا مہربانی سے اس معاملہ پر غور فرماتے ہوئے از راہ نوازش اپنی غریب زمیندار رعایا کی حفاظت کی خاطر فوری احکام صادر فرمائیں گے۔ ریاست ہذا میں قانونِ انتقال اراضیات پنجاب کے نفاذ و نیز تخفیف ابواب یعنی ملبہ و بیگار کا مطالبہ دیرینہ ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے، جس نے زمینداران کے درمیان گزشتہ پندرہ سال کے عرصہ کے اندر طاقت حاصل کرنے کے بعد ایک عام تحریک کی صورت اختیار کر لی ہے۔ زمینداران نے اپنی حالت کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد آج سے بہت عرصہ پہلے حضورِ والا کی خدمت میں اپنے مطالبات جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے پیش کیے تھے۔

۱۔ یہ کہ محصولِ مالیات کا معیار اسی پیمانے کے مطابق ہونا چاہیے جس کا عملدرآمد ملحقہ اضلاع برطانوی ہند میں ہے۔

۲۔ ابواب مالیات مثلاً بیگار ملبہ جو داخل خزانہ سرکار ہوتا ہے ترک کیا جا کر یکدم بند فرمایا جائے۔

۳۔ تحفظ حقوق زمینداران کے پیش نظر قانون انتقال اراضیات پنجاب کے اصول پر ریاست میں بھی قانون نافذ فرمایا جائے۔

۴۔ اسمبلی ریاست آئندہ صحیح طور پر ایک نمائندہ مجلس ہونی چاہیے جسے وضع قوانین اور اسی قسم کے دوسرے اختیارات حاصل ہوں جن سے برطانوی ہندوستان کی ایسی مجالس بہرہ اندوز ہو کر استفادہ کر رہی ہیں۔

۵۔ بلا ضرورت اسامیوں بلکہ محکمہ جات کو تخفیف میں لایا جا کر بچت شدہ رقم دیہاتی اصلاح پر صرف کی جائے۔

چونکہ قانون انتقال اراضیات کا مسئلہ زمینداروں کے نزدیک نہایت اہم تھا۔ اس واسطے اس سوال کو سب سے پہلے اٹھایا گیا۔ ابتداء منظور فرمایا گیا کہ طرفین یعنی زمینداران و ساہوکاران اپنے اپنے مقدمات جداگانہ طور پر سری حضور ٹکا راجا صاحب و جناب وزیر اعظم صاحب کے روبرو بیک وقت پیش کریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت ریاست نے ایک بل مرتب کر کے عوام کی رائے حاصل کرنے کے لیے شائع کر دیا۔ ساہوکاران نے شروع ہی سے اس کے متعلق مباحثہ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اس سب کمیٹی کے جلسوں کا بھی مقاطعہ کیا جو اس مسودہ قانون کی تفصیلات پر غور کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی۔ مگر زمینداروں نے حکومت کے ساتھ یہاں تک تعاون کیا کہ مسودہ مذکور کی بعض دفعات کے خلاف اپنے اعتراضات پیش کر دیئے۔ امید کی جاتی تھی کہ نہایت قلیل عرصہ کے اندر زمیندا ران ریاست کی حفاظت کے لیے کوئی قانون ضرور نافذ ہو جائے گا۔ حضور والا کی یورپ کو روانگی کا وقت قریب آ گیا

تھا۔ چنانچہ ہزاروں کی تعداد میں زمینداران ریاست نے بسر پرستی مرکزی زمیندارہ لیگ کپورتھلہ میں برمحل اکٹھے ہو کر ۱۶ ار پھاگن ۱۹۸۹ بکرمی حضور والا کی خدمت میں اپنی مشکلات کے رفع داد کے لیے گزارش کی۔ حضور والا نے ان کے وفد کو حاضر ہونے کا شرف بخشا۔ اوران کی معروضات سماعت فرمانے کے بعد بڑی مہربانی سے اس مجمع کثیر کے درمیان تشریف لے جا کر ایک اعلان عام فرمایا جس کا منشا یہ تھا کہ حکومت ریاست کی نظر میں قانون انتقال اراضیات پنجاب کی قسم کا کوئی قانون ریاست ہذا میں نافذ کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ اعلان بصورت گزٹ اشاعت پذیر ہوگیا جس سے حالات ایک حد تک سلجھ گئے۔ مگر چند ماہ بعد یہ اعلان منسوخ کیا جا کر اس کی جگہ ۲۸ ر ہاڑ ۱۹۹۰ بکرمی کو ایک اور یادداشت جاری ہوئی۔ یہ یادداشت نہ تو حضور والا کے اعلان کی حامل تھی اور نہ زمینداروں کے مطالبات سے مطابقت رکھتی تھی۔ گو زمیندار اس کے اجراء سے کمال مایوس ہوئے لیکن اصولاً باامن رہتے ہوئے حضور کی یورپ سے تشریف آوری پر مزید پرامن تحریک کا فیصلہ کیا۔

بتاریخ ۵ مگھر ۱۹۹۰ بکرمی کو مرکزی زمیندارہ لیگ کے ایک وفد نے جناب وزیراعظم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر باضابطہ عرض کی کہ یادداشت مجریہ ۲۸ ہاڑ ۱۹۹۰ بکرمی غریب زمینداروں کے حق میں ہونے کی بجائے زیادہ تر ساہوکاران کے مطالبات کی حفاظت کرتی ہے اور اس یادداشت جدید میں حسب ذیل ترامیم وایزادی تجویز کی۔

ا۔ زمینداروں کی اراضیات کا دوامی انتقال اجرائے ڈگریات میں قطعاً ممنوع قرار دیا جائے۔

ب۔ اجرائے ڈگریات میں جو زمین ڈگری داروں کو منتقل کی جائے وہ مقرر میعاد کے لیے ہو جو کسی حالت میں بھی بیس سال سے زائد نہ ہو اور اس میعاد کے ختم ہونے کے بعد اراضی منتقلہ مالک اراضی کے نام ہر قسم کے بار سے آزاد دوبارہ منتقل ہو جائے۔

ج۔ زمینداروں کو اپنے درمیان اراضیات کے انتقال کی آزادی حاصل ہو۔

د۔ تمام ایسی بے ضابطہ کارروائیاں جو سابقہ قوانین مرتبہ ۸ ماگھ ۱۹۳۳ بکرمی کے خلاف عمل میں آئی ہیں کالعدم تصور فرمائی جا کر تکمیل قانون کی غرض وغائت کے لیے منسوخ ومسترد فرمائی جائیں۔ دوبارہ ۲۱ مگھر ۱۹۹۰ کو مرکزی زمیندارہ لیگ کا دوسرا وفد جناب وزیراعظم صاحب کے پیش ہوا اور سابقہ معروضات کا اعادہ کیا صاحب موصوف نے زمینداروں کو ہدایت کی کہ انھیں صبر وتحمل کے ساتھ ہنگامہ آرائی کے بغیر اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ ہدایت مجریہ ۲۸ ہاڑ ۱۹۹۰ کے عملی نتائج سامنے نہ آجائیں۔ زمیندار اس جواب سے اس قدر دل برداشتہ ہو گئے ہیں کہ وہ اپنی حالت کو خوف سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے لیے بحالات موجودہ زیادہ عرصے تک انتظار کرنا محال ہے۔

زمینداروں کی خصوصاً چھوٹے زمینداروں کی حالت زار اقتصادی نکتہ خیال سے بڑی قابل رحم ہے زمینداروں کو برطانوی اضلاع کی مروجہ شرح مالیات سے بڑھ کر مالیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس رقم میں مزید اضافہ جریب کے چھوٹے ہونے کے باعث ہوجاتا ہے۔ مزید براں ابواب کا زائد بار ملبہ و بیگار نا قابل برداشت ہے۔

حضور والا! یہ امر واضح ہے کہ زمینداران گراں بار ذمہ داریوں اور ادائیگی مالیہ ریاست کے بوجھ تلے بے طرح دب گئے ہیں۔ یہ زمینداران کی بدقسمتی ہے کہ ان کے مقدمہ کی طرف حضور والا کی نظر عنایت منعطف نہیں ہوسکتی تاکہ یہ معاملہ جو ان کے لیے حد سے زیادہ اہم اور دقیع ہے حل ہوسکتا۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ حضور والا ان تمام حالات سے کماحقہ واقف ہیں لیکن زمینداروں کے مصائب اور ان کے ساتھ حضور والا کی دوسری غریب رعایا کی تکلیفات اس لیے بھی حد سے تجاوز کرگئی ہیں کہ ریاست کی عدالتوں کا رویہ نہایت غیر منصفانہ ہے۔ غریبوں کو خواہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں ان عدالتوں سے انصاف کی قطعاً توقع نہیں۔ یہ عدالتیں جو حضور والا نے انصاف کے لیے قائم کی ہوئی ہیں۔ ان عدالتوں کی تمام تر ہمدردی سرمایہ داروں کے لیے وقف ہے۔ برعکس اس کے غریب زمینداران وکاشت کار کے حقوق عدالتی کارروائیوں میں نہایت بے دردی سے پامال کیے جاتے ہیں۔

ایک بیدار مغز حکمران ہوتے ہوئے حضور والا سے قرار واقعی توقع تھی کہ چھوٹے زمینداران کاشت کاران اور مزدوروں کی فلاح و بہبود کے سامان مہیا کرنے کی طرف کامل توجہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ مالداروں پر نوازشات کی بارش ہورہی ہے اور غریب کاشتکاران ومزدوران کی محنتوں کا ثمرہ بڑی بے رحمی سے محض سرمایہ داران اور بعض امتیازی خاندانوں کی پرورش پر صرف کیا جاتا ہے۔

حضور والا میں بلاکم وکاست یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد واحد چھوٹے چھوٹے زمینداران ومزدور پیشہ کسانوں کی سیاسی اور مالی حالت کی اصلاح وارتقاع ہے۔ ان ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ہم تہ دل سے خواہاں ہیں کہ غریب زمینداران کے مقدمے کو جامع طور پر گزارش کریں۔ نیز ہم اس امر کے متمنی ہیں کہ حضور کی توجہ زمینداران کی حالت زار کی طرف مبذول کرائیں۔ میں بلاتکلف یہ ظاہر کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ بڑی کوشش سے وہ ایسا رویہ اختیار کرنے سے باز رہے ہیں جس کا ظہور ہرگز مستحسن متصور نہیں ہوگا تاوقتیکہ ان کی شکایات کو رفع کرنے اور ان کے پورا کرنے کے لیے فوری اقدام اور موثر انتظام نہ کیا گیا۔ میری نظر میں حالات پر قابو پانا حد درجہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا میں التجا کرتا ہوں کہ متذکرہ صدر معاملات پر کامل غور فرمایا جائے۔

''چودھری عبدالعزیز آنریری سیکرٹری
سنٹرل زمیندارہ لیگ کپورتھلہ سٹیٹ''

(جاری ہے)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: مرزا قادیانی کی اولین تکفیر اور تاریخی حقائق **مؤلف: حافظ عبید اللہ** **قیمت: 160 روپے**

ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور (042-372325356) (مبصر: مفتی نجم الحق)

عالمی مجلس ختم نبوت نے 2005ء میں فتاویٰ ختم نبوت 3 جلدوں میں شائع کیا ہے اس میں قادیانیت کے حوالے سے تمام مکاتب فکر کے فتاویٰ جات کو جمع کیا۔ مولانا محمد حُسین بٹالوی مرحوم نے بھی 1891ء میں اسی سلسلے میں ایک فتویٰ بعنوان ''فتوائے علماء پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان'' شائع کیا۔ اس فتویٰ کو دار الدعوۃ السّلفیہ لاہور نے دوبارہ 1986ء میں شائع کیا تو فتاویٰ ختم نبوت کے مرتبین نے اسی ادارہ کے شائع شدہ فتویٰ کو نقل کر دیا اور کسی کا دھیان اس طرف نہ گیا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے اصل فتویٰ کا کچھ حصہ اس طبع میں نہیں نیز دوسری غلطی یہ تھی کہ مولانا مرحوم نے مذکورہ فتویٰ کو جو نام دیا تھا اس کو بدل کر یوں لکھا گیا ''پاک و ہند کے علما اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ''۔

بعد میں مولانا بٹالوی مرحوم کے مجلّے اشاعۃ السنہ کی پرانی فائل سامنے آنے پر جب اصل حقیقت کا انکشاف ہوا کہ مولانا محمد حُسین بٹالوی مرحوم کے فتویٰ کے شائع ہونے سے پہلے علماء لدھیانہ کا اشتہار شائع ہوا تھا جس کا ذکر خود مولانا بٹالوی مرحوم نے بھی اپنے فتویٰ میں کیا تو عالمی ختم نبوت کے ارباب حل وعقد نے محاسبہ قادیانیت جلد 9 میں تاریخی ریکارڈ کی اصلاح کر دی لیکن ایک مکتب فکر اب بھی اس کوشش میں مصروف ہے کہ سب سے پہلا فتویٰ شائع کرنے کا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے تاریخی واقعات کی ترتیب کو درست کرنے کی دعوت دی ہے اور مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات کو دلیل بنا کر یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا کی اولین تکفیر کرنے والے علماء لدھیانہ ہیں اور اس کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ اشتہار کی شکل میں شائع کرنے کا اعزار بھی علماء لدھیانہ کو حاصل ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب میں دو باتوں کا جائزہ لیا ہے: اولاً؛ مرزا قادیانی کے بارے میں اولین فتوئے تکفیر کس نے دیا؟۔ اور ثانیاً: مولانا بٹالوی مرحوم کے شائع شدہ فتویٰ کی نئی اشاعت میں واقعی ایک سے زائد صفحہ حذف کیا گیا ہے یا نہیں؟ اور مولانا بٹالوی مرحوم نے جس نام سے اپنا فتویٰ شائع کیا تھا وہ نام بدلا گیا یا نہیں؟

مصنف فرماتے ہیں کہ ''ہمارا مقصد کسی فرد یا مسلمانوں کے کسی مسلک یا مکتب فکر کو نیچا دکھانا یا اسکی توہین و تنقیص ہرگز نہیں، بلکہ مقصد صرف اور صرف تاریخی حقائق و واقعات کے اصل ترتیب کو درست کرنا ہے......جن حضرات نے چاہے ان کا تعلق مسلمانوں کے کسی بھی مسلک یا مکتب فکر سے ہو، کسی بھی قسم یا کسی بھی طریقے سے فتنۂ قادیانیت کو للکارا یا اس کا مقابلہ کیا وہ سب لوگ قابل قدر ہیں، ان میں سے کوئی کسی سے پیچھے نہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء عن جمیع المسلمین''۔

نام: شانِ صحابہ (ارشاداتِ قرآن عزیز کی روشنی میں)　مؤلف: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی قدس سرہ
ضخامت: 128 صفحات　ملنے کا پتہ: دارالارشاد، خانقاہِ مدنی، مدینہ مسجد، اٹک　(مبصر: صبیح ہمدانی)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ زمانہ قریب کے معروف صاحبِ علم و فضل بزرگ تھے۔ آپ کا شمار حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے اعاظم خلفاء میں ہوتا ہے۔ وعظ و درس اور افادہ و ارشاد کے مختلف مشاغل کے ساتھ ساتھ حضرت کو تصنیف و تحریر سے بھی شغف تھا، اور اس سلسلے میں متعدد وبیش قیمت آثار آج بھی آپ کے فیوض کی اشاعت کا سبب ہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ چھوٹی تقطیع کے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ایک نسبتاً مختصر تصنیف ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مقدس جماعت کی قدر و منزلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں: ''اس رسالہ میں شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن عزیز کے ارشادات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ تفسیری اور تشریحی طور پر حدیثِ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی راہنمائی حاصل کی گئی ہے''۔

کتاب کے ناشر حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی مدظلہ نے عرض ناشر میں بجا طور پر قارئین کو اس زمانے میں حضرات صحابہ کرام کی بے ادبی واہانت کے سنگین جرم کے پھیلنے پر متوجہ کیا ہے۔ روایتی وسوشل میڈیا پر، ٹی وی چینلوں پر اور مجالس ومحافل سب وشتم وتبرا وعزا میں جس طرح ان دنوں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ جانشینوں کو نقد وتبرا واستہزاء وتوہین کا نشانہ بنایا جارہا ہے وہ واقعتاً ہر لحاظ سے تشویشناک ہے۔ یہی وہ وقت ہے کہ جس کے بارے میں سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: "فلیظھر العالم علمہ" (ایسے میں عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے) یعنی فساد و بدعات کے ظہور زمانے میں جب حضرات اصحابِ رسول اللہ پر زبان درازی کی جائے تو لوگوں کو اس بدعملی و بدفکری سے بچانے کے لیے قرآن وسنت کی صحیح تعلیمات کی اشاعت وقت کی ضرورت ہے۔

صاف کاغذ پر روشن طباعت کے ساتھ کتابچہ ظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ ہے اور ہر لحاظ سے لائق استفادہ۔

نام: برکاتِ وضو　مؤلف: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی قدس سرہ　ضخامت: 24 صفحات
ملنے کا پتہ: دارالارشاد، خانقاہِ مدنی، مدینہ مسجد، اٹک شہر

زیرِ نظر رسالہ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ کی ایک بہت مختصر تالیف ہے۔ جس میں اسلام کے تصور طہارت اور وضو کی برکت وعظمت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ چنانچہ رسالے میں وضو وطہارت کی اہمیت وقدر ومقام کے حوالے سے قرآن مجید کی ایک آیت، اور بارہ احادیث نبویہ کو ترجمہ وتشریح کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تالیف کے معظّم ومکرم مؤلف کے ساتھ ساتھ ہر قاری کو بھی توابین ومطہرین کی خوش قسمت جماعت میں شامل ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں گے۔

اخبارُالاحرار

لاہور(10 اپریل) تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور دانشوروں نے جماعت اسلامی پاکستان کے دفتر منصورہ لاہور میں منعقدہ کل جماعتی تحفظ مساجد و مدارس کانفرنس میں نئے اوقاف قوانین کو شرعی احکام اور بنیادی انسانی حقوق کے صریحاً منافی قرار دے کر مسترد کرنے کا اعلان کیا ہے اور ان کے خلاف عوامی بیداری اور آگہی کی تحریک منظم کرنے کے لیے مولانا زاہد الراشدی کی سرکردگی میں تیرہ رکنی سٹیرنگ کمیٹی قائم کر دی ہے۔ جو رمضان المبارک کے فوراً بعد اسلام آباد میں اجلاس منعقد کر کے تحریک کا لائحہ عمل طے کرے گی یہ فیصلہ ملی مجلس شرعی پاکستان کے زیر اہتمام ''تحفظ مساجد و مدارس کانفرنس'' میں کیا گیا جس کی صدارت مولانا زاہد الراشدی نے کی اور اس کے شرکاء میں ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، سید ہارون علی گیلانی، مولانا عبدالرؤف ملک، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی، ڈاکٹر محمد امین، مولانا عبدالخالق ہزاروی، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عزیز الرحمٰن، قاری علیم الدین شاکر، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا فہیم الحسن تھانوی، مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مفتی عبدالحفیظ، عبدالرؤف، محمد حسن فاروقی، حافظ محمد نعمان حامد، محمد حسن مدنی اور کئی دیگر حضرات نے شرکت و خطاب کیا مولانا زاہد الراشدی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرز پر فیٹف کے ذریعے ملک کو پہلے سے زیادہ استعماری ایجنڈے کے تحت لانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے مسجد و مدرسہ اور اوقاف کی جگہ کو بند کرنے حتیٰ کہ بیچنے تک کے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے ایسے میں تمام مکاتب فکر کو مکمل ہم آہنگی اور بیداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مزاحمتی تحریک کو منظم کرنا چاہیے، سید ہارون علی گیلانی نے کہا کہ اس طرح کے بدترین اقدامات برطانوی سامراج کے دور میں بھی نہیں ہوئے تھے اب تو خانقاہوں کے کردار کو بھی ختم کرنے کی سازش کی گئی ہے جس کو ہم مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل ذمہ دار مقتدر حلقے ہیں صوبائی حکومتیں اس میں حکم کی پابند ہیں، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے کہا کہ حکومت کو اس گمبیر صورتحال سے نکلنے کے لیے تمام مکاتب فکر کو اعتماد میں لینا چاہیے، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ مسجد اور مدرسے کو سوسائٹی سے فارغ کرنے کا منصوبہ دین کو اس کی جڑ سے اکھاڑنے کے مترادف ہے اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی، مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ بات قراردادوں اور اجلاسوں سے آگے جا چکی ہے اب ہمیں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے فتوی کی طرز پر جدجہد کو منظم کرنا ہوگا تحریک تحفظ مساجد و مدارس دینیہ اسلام آباد کے سربراہ مولانا نذیر احمد فاروقی نے کہا کہ یہ تحریک اسلام آباد سے اٹھی ہے اور اسلام آباد سے ہونے والے فیصلے ختم ہونے تک جاری رہے گی لیکن ہم جانتے ہیں کہ اصل فیصلے کرنے والی قوتیں کہیں اور بیٹھی ہیں، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تنظیمات مدارس دینیہ کو اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آگے آنا چاہیے اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے سرکردہ افراد کو باخبر کرنا چاہیے، اجلاس میں ان قوانین کو وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کے لیے ذمہ داری جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر ڈاکٹر فرید احمد پراچہ کو سونپی گئی جب کہ اس جدوجہد کو عملی شکل دینے کے لیے مولانا زاہد الراشدی کی سربراہی میں تیرہ رکنی سٹیرنگ کمیٹی کی متفقہ منظوری دی گئی جو شوال کے پہلے عشرے کے دوران اسلام آباد

میں اپنا اجلاس منعقد کرے گی سٹیرنگ کمیٹی کے ارکان درج ذیل ہیں مولانا زاہدالراشدی، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی، قاری زوار بہادر، مولانا عبدالرؤف فاروقی، علامہ محمد افضل حیدر، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا محمد امجد خان، شیخ شجاع الدین، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، ڈاکٹر فریداحمد پراچہ، ڈاکٹر محمد امین، مولانا عبدالرؤف ملک اور عبداللطیف خالد چیمہ۔ اجلاس کے آخر میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

یہ کانفرنس مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان قوانین پر عمل درآمد فوری طور پر معطل کردیں اور علماء کرام سے مشورہ کر کے ان میں ضروری ترامیم کریں اور اس کے بعد ان کے نفاذ کا سوچیں۔

ہم پاکستان کی تمام دینی تنظیموں، جماعتوں، تحریکوں اور اداروں سے بلا لحاظ مسلک و مشرب دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے پر یکسو ہو کر متحد اور متحرک ہو جائیں کیونکہ یہ محض دینی مدارس اور مساجد کے خاتمے کا نہیں بلکہ یہ پاکستان میں دینی زندگی کی بقاء اور موت وحیات کا مسئلہ ہے اور اگر وہ آج غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوئے تو انہیں اندوہناک بے دین مستقبل کا سامنا کرنا ہوگا کیونکہ مغربی قوتیں پاکستان سے اسلامی اور دینی قوتوں کا خاتمہ چاہتی ہیں اور ہماری حکومت مزاحمت کرنے کی بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہے۔

کانفرنس میں علماء کرام اور ائمہ حضرات سے اپیل کی گئی کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں خصوصاً لیلۃ القدر کی رات اس حکومت کے خلاف بددعائیں کرائیں کہ اللہ تعالیٰ مساجد و مدارس کو بند کرنے والی اس حکومت سے ہمیں نجات دلائے۔

☆......☆......☆

لاہور (22 اپریل) کل جماعتی تحریک تحفظ مساجد و مدارس کے کنوینر اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پاکستانی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد اور برطانوی ہائی کمشنر ڈاکٹر کرسچن ٹرنر کی ملاقات پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی اصل ضرورت ایف، اے، ٹی، ایف کی تمام شرائط پر عملدرآمد کی یقین دہانی کروانے کی نہیں بلکہ ایف، اے، ٹی، ایف سمیت عالمی اداروں کی ان ناجائز شرائط پر احتجاج کرنے کی ضرورت ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی شناخت، قومی خودمختاری اور پاکستانی عوام کے جذبات کے منافی ہیں کیوں کہ آزادی و خودمختاری ہر ملک کی طرح پاکستان کا بھی حق ہے کہ اس کی تہذیب وثقافت، خودمختاری اور دستور و قانون کا احترام کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان نے جس طرح ایف، اے، ٹی، ایف کی ناجائز شرائط کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے مساجد و مدارس کی آزادی و خودمختاری کو مخدوش بنا دیا ہے اور دستور و قانون کے منافی اقدامات کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اس سے ہماری قومی آزادی داؤ پر لگ گئی ہے اور ایف، اے، ٹی، ایف ہمارے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی معاہدات کی اہمیت سے انکار نہیں ہے لیکن جو معاہدات یکطرفہ اور قومی امتیاز و خودمختاری کے خلاف ہوں ان کو من وعن قبول نہیں کیا جا سکتا اور ایف، اے، ٹی، ایف سمیت تمام متعلقہ اداروں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ پاکستانی قوم کسی نئی ایسٹ انڈیا کمپنی کی غلامی قبول نہیں کرے گی۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ پارلیمنٹ کا خصوصی مشترکہ اجلاس بلا کر بین الاقوامی معاہدات کا معاملہ قوم کے منتخب نمائندوں کے سامنے رکھا جائے اور رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے انہیں کہا جائے ورنہ خفیہ اور یکطرفہ طور پر کئے گئے معاہدات قوم کے لیے قابل قبول نہیں ہوں گے۔

محمد عبدالواجد لطیف

آہ!! علامہ محمد رمضان نعمانی رحمہ اللہ

تنظیم اہل سنت کے مرکزی راہنما، مناظر و مربی واستاذ المناظرین حضرت مولانا محمد رمضان نعمانی رحمہ اللہ رئیس التدریس جامعہ عثمانیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور، 8 اپریل بروز جمعرات بوقت دن 2 بجے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

علامہ نعمانی رحمہ اللہ 1954ء میں جلال پور پیروالہ کے علاقے خان بیلہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم خان بیلہ کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی۔ پھر درس نظامی کے لیے خان بیلہ اور اوچ شریف کے درمیان طاہر والی میں فاضل اجل حضرت مولانا حبیب اللہ گمانوی قدس سرہ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ کچھ عرصہ جامع خیر المدارس ملتان میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اور دورہ حدیث طاہر والی کے مدرسہ میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ سے پڑھا۔ اور اسی نسبت کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ نعمانی لکھا کرتے تھے۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد دورہ تفسیر قرآن رئیس المحدثین مولانا عبداللہ درخواستی سے جامعہ مخزن العلوم خانپور اور جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے پڑھا۔ دورہ تفسیر سے فراغت کے بعد آپ نے ردفرق باطلہ پر مولانا دوست محمد قریشی، اور مولانا علامہ عبدالستار تونسوی نوراللہ مرقدہ سے فن مناظرہ پڑھا۔ 1975 میں جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی، سعودیہ عرب تشریف لے گئے۔ وہاں سے 1977ء میں تخصص فی الحدیث والفقہ کیا۔ اور پاکستان واپس آکر ہمیشہ کے لیے اپنے استاد علامہ عبدالستار تونسوی نوراللہ مرقدہ کے ساتھ تنظیم اہل سنت سے وابستہ ہوگئے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی توحید وسنت کے پرچار، اور ردشرک و بدعت کے مبارک مشغلے میں صرف کردی اور ملک کے طول وعرض میں کئی معرکہ آرا مناظرے کیے۔ ان کو فن مناظرہ میں کمال دسترس حاصل تھی۔ علامہ نعمانی ایک بہترین خطیب، مناظر، مدرس کے ساتھ ساتھ مضبوط صاحب قلم بھی تھے۔ انہوں نے ردشرک و بدعت پر لاجواب کتاب ''مذہب اہل سنت والجماعت'' لکھی۔ جو علماء، مناظرین، اور دینی مدارس کے طلبہ کے لیے قیمتی مواد و سرمایہ ہے۔ وہ ملک کے کئی دینی جامعات میں شعبان و رمضان میں دورہ ادیان باطلہ پڑھاتے تھے۔ ملک کے طول وعرض میں کئی ہزار علماء ان کے حلقۂ تلامیذ و مستفیدان میں شامل ہیں۔

علامہ نعمانی 67 برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ احمد پور شرقیہ کے محمود پارک میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے پڑھائی۔ جس میں سیاسی وسماجی شخصیات، وکلاء، مذہبی و دینی اکابر واصاغر سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، ایک بیٹا، اور ہزاروں شاگرد علماء سوگوار چھوڑے۔ علامہ نعمانی کی وفات ہمارے بلاد و دیار کے اہل سنت والجماعت کے لیے بڑا نقصان ہے۔ ان کا خلاء مدتوں پورا نہ ہوگا۔ وہ اپنی شخصیت میں یکتا تھے۔ وہ ایک بہادر، جری انسان تھے۔ اللہ پاک ان کی لغزشوں کو معاف کرے۔ اور ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء کرے آمین ثم آمین۔

مولانا محمد الطاف معاویہ (مرکزی مبلغ ختم نبوت)

شیخ الحدیث حضرت مولانا امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ

تحریک تحفظ ختم نبوت کے عظیم مجاہد، معروف عالم دین، جامعہ سراج العلوم عیدگاہ کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا امداداللہ مختصر علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ راقم الحروف کے استاد شیخ الحدیث مولانا امداداللہؒ نے مشہور دینی درسگاہ جامعہ سراج العلوم سے سند فراغت حاصل کی اسی مادرعلمی میں گزشتہ 40 سال سے تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ تدریس کا آغاز انہوں نے جامعہ کے بانی مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے کیا اور آخروقت تک جامعہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ راقم الحروف نے استاذ جی سے 2011ء میں شیخ سعدیؒ کی مشہور کتاب گلستان پڑھی تھی۔ استاذ جی کا شمار حضرت مولانا سمیع الحق شہید اور مولانا عبدالکریم نعمانی رحمھما اللہ کے قریبی ساتھیوں اور تحریک ختم نبوت، تحریک تحفظ ناموس صحابہ کے رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ استاذ جی کی نماز جنازہ جامعہ سراج العلوم میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ جامعہ کے مہتمم مولانا عمر فاروق اصغر صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں طلبا، علماء کرام سیاسی اور سماجی رہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دارالعلوم عیدگاہ کے ناظم تعلیمات مفتی حامد حسن صاحب نے فرمایا کہ مولانا امداداللہؒ کی وفات دینی حلقوں کے لیے عظیم سانحہ ہے۔ جامعہ سراج العلوم کے مہتمم مولانا عمر فاروق نے فرمایا کہ مولانا امداداللہ حقیقی معنوں میں عالم باعمل تھے۔ ان کی وفات سے جامعہ سراج العلوم سائبان سے محروم ہوگیا۔

نماز جنازہ کے اجتماع سے مفتی خالد محمود ازہر شیخ الحدیث مولانا محمد مغیرہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور دیگر نے بھی مرحوم کی دینی اور ملّی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں سید محمد کفیل بخاری، سید عطاء اللہ ثالث، ڈاکٹر محمد آصف، وفاق المدارس پاکستان جنوبی پنجاب کے ناظم مولانا زبیر احمد صدیقی، دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے مہتمم مولانا ارشاد احمد صاحب اور دیگر حضرات نے اظہار تعزیت کیا۔ مولانا کے جسد کو آبائی علاقہ چک شیر خاں کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ **رحمہ اللّٰہ رحمةً واسعة، اللھم اغفر لهٗ وارحمه واعافه واعف عنه وادخله الجنة الفردوس.**

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ مجلس احرار اسلام چناب نگر کے قدیم کارکن اور حضرت پیر جی رحمہ اللہ کے دیرینہ رفیق، احمد علی راجہ مرحوم 15 مارچ کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام سلانوالی کے مخلص کارکن قاری شفیق الرحمٰن کے والد حاجی محمد رمضان مرحوم 29 مارچ 2021ء مطابق 14 شعبان کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام سلانوالی کے کارکن محمد ذیشان کے چچا اور محمد ندیم معاویہ کے بھائی، میاں سلیم اختر مرحوم: انتقال 5 اپریل 2021ء

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون حاجی محمد اکرم مرحوم 5 اپریل 2021ء مطابق 21 شعبان 1442 کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے نائب ناظم نشر و اشاعت جناب عدنان ملک صاحب کی نانی صاحبہ انتقال 07 اپریل 2021ء

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے پڑوسی راشد فاروق رحمہ اللہ 12 اپریل کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن، مسجد نور کوٹلہ تولے خان کے سابق امام حافظ رحیم بخش 20 اپریل 2021ء مطابق 7 رمضان 1442ء کو انتقال کر گئے۔ اللہ تعالی حافظ رحیم بخش صاحب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء فرمائے حافظ رحیم بخش رحمہ اللہ طویل عرصہ مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم میں خادم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، پھر ایک طویل عرصہ ملتان میں احرار کے مرکز مسجد نور کے امام رہے اور رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن کریم سناتے رہے، حافظ صاحب انتہائی مخلص، شریف النفس اور متقی انسان تھے، آخر وقت تک مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے اور اپنے بیٹوں کو بھی احرار سے وابستہ کیا، اللہ تعالی انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حافظ گوہر علی رحمہ اللہ 22 اپریل مطابق 9 رمضان 1442ء کو انتقال کر گئے۔ حافظ گوہر علی رحمہ اللہ، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کے وفادار و فدا کار اور سراپا ایثار مرید، دوست، عقیدت مند اور مخلص احرار کارکن تھے۔ حافظ گوہر علی، احرار کا بہترین اثاثہ تھے، جماعت کے لیے ان کے ایثار اور ان تھک جدو جہد کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، وہ ایک مثالی کارکن تھے۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ چناب نگر و چنیوٹ کے مدارس احرار کے معاون مہر احمد بلال لالی کی والدہ انتقال 23 اپریل 2021ء

☆ مولانا منظور احمد چنیوٹی کے بھانجے اور مولانا محمد الیاس چنیوٹی کے پھوپھو زاد بھائی قاری عنایت اللہ صاحب 15 اپریل کو انتقال کر گئے۔

☆ مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم کے پڑوسی قاری سیف الدین رحمہ اللہ کے فرزند حافظ عمار سیف الدین رحمہ اللہ 18 اپریل 2021ء مطابق 5 رمضان 1442ء کو انتقال فرما گئے۔

☆ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی بھانجی اور ابناء امیر شریعت کی پھوپھی زاد بہن 6 رمضان 1442ھ 19 اپریل 2021ء کو لاہور میں انتقال کر گئیں۔ دو روز بعد اُن کی بیٹی بھی انتقال کر گئیں۔

☆ چیچہ وطنی: حضرت مولانا مشتاق احمد چک 86۔12 ایل (بڑی رنگی رام والی) کے والد گرامی عبدالرحمان (جلال پور پیر والا) 3 فروری کو انتقال کر گئے۔

لیہ: گورنمنٹ کامرس کالج لیہ کے ریٹائرڈ پرنسپل پروفیسر خالد محمود (چوک اعظم) محمد سعید، محمد نعیم گلاسگو کے بہنوائی 25 فروری جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئے۔ مرحوم، شیخ عبدالواحد گلاسگو کے عزیز تھے

چیچہ وطنی: مقامی جماعت کے کارکن محمد اعظم (احمد نگر) کے چچا شوکت علی 6 فروری کو انتقال کر گئے

چیچہ وطنی: ہمارے دوست اور معاون محمد صفدر چودھری کے بھائی جمعیت علماء اسلام کے رہنماء مفتی محمد عثمان 8 مارچ پیر کو انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: ہمارے معاون پروفیسر نوید طارق وود و بلاک نمبر 1 کے بڑے بھائی رانا مسعود اختر ایڈووکیٹ 6 مارچ ہفتہ کو انتقال کر گئے مرحوم رانا قمر الاسلام کے پھوپھو زاد بھائی تھے

اگوکی (سیالکوٹ): ہمارے معاون خاص جناب قاری مسعود احمد سعادت کے بھائی محمد منشاء کئی ماہ قبل انتقال کر گئے۔

ساہیوال: جامعہ رشیدیہ کے استاذ مولانا محمد عابد کے برادر صغیر محمد زید 16 مارچ کو انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: جماعت کے معاون محمد زاہد وینس بلاک نمبر 16 کی اہلیہ 21 مارچ اتوار کو انتقال کر گیئں

چیچہ وطنی: جماعت کے معاون قاضی بشیر احمد کے بھائی قاضی عبدالعزیز بلاک نمبر 10۔ 17 مارچ کو انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: ہمارے دوست مرزا کامران (ناروے) کے بڑے بھائی محمد امجد 6 مارچ ہفتہ کو لندن میں انتقال کر گئے

چیچہ وطنی: مرکزی انجمن تاجران چیچہ وطنی کے صدر محمد یوسف جمال ٹکا 25 مارچ جمعرات کو نامعلوم افراد کی فائرنگ سے انتقال کر گئے نماز جنازہ 26 مارچ جمعۃ المبارک کو جامع مسجد میں ادا کی گئی۔ مرحوم ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے اور جماعت کے بچپن سے معاون چلے آرہے تھے۔

چیچہ وطنی: ہمارے معاون عبدالقیوم (الفتح ٹاؤن) کے بڑے بھائی محمد ارشاد 9 مارچ منگل کو انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: خانقاہ سراجیہ سے متعلق میاں اللہ داد مرحوم .113 سیون آر کے فرزند قاضی محمد ابرار (جناح ٹاؤن چیچہ وطنی)

11 اپریل اتوار کو انتقال کر گئے۔

چیچہ وطنی: ہمارے معاون قاضی بشیر احمد کے قریبی عزیز میاں محمد سرفراز لونا چک گل شیر ماموں کانجن 13 اپریل منگل کو انتقال کر گئے،

چیچہ وطنی: ہمارے معاون قاضی ظہور احمد کے بڑے بھائی قاضی محمد شریف بستی شاہ کوٹ 113۔سیون آر کیم اپریل جمعرات کو انتقال کر گئے

ساہیوال: ممتاز قانون دان ملک فضل کریم 20 اپریل منگل کو کلمہ طیبہ پڑھتے اور پڑھاتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے نماز جنازہ مسجد شہداء فرید ٹاؤن ساہیوال میں مولانا مفتی ذکاء اللہ نے پڑھائی جبکہ قاری منظور احمد طاہر نے نماز جنازہ سے قبل ملک فضل کریم کے شہداء ختم نبوت کیس ساہیوال 1984 میں سنہری کردار کا تذکرہ کیا، عبداللطیف خالد چیمہ، عبدالمتین چودھری ایڈوکیٹ اور قاری سعید بن شہید نے مرحوم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا

چیچہ وطنی: حاجی عیش محمد رضوان کے عزیز اور ہمارے دوست میاں محمد یونس (کارکن جماعت اسلامی) چیچہ وطنی کی اہلیہ محترمہ 14 اپریل یکم رمضان کو انتقال کر گئیں۔

چیچہ وطنی: حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کی پھوپھی صاحبہ یکم رمضان 14 اپریل کو شیخوپورہ میں انتقال کر گئیں۔

لاہور: ہمارے معاون مہربان ملک عمران صاحب کے بھائی ملک افتخار احمد مرحوم ولد ملک عبدالرشید انتقال: 23 مارچ 2021ء

گوجرانوالہ: محترم عتیق الرحمٰن، عبید الرحمٰن کے بہنوئی زبیر مغل مرحوم، انتقال: 24 مارچ 2021ء

فیصل آباد: محترم عمران سہیل، عرفان سہیل کی چچی محترمہ، انتقال: 4 اپریل 2021ء

خانیوال: محترم ذیشان احمد کے چچا حاجی اسرار احمد مرحوم انتقال: 15 اپریل 2021ء

خیر پور ٹامیوالی: سید محمد کفیل بخاری کے بہنوئی سید وقار الحسن ہمدانی کے چچا سید عبدالسلام ہمدانی رحمہ اللہ انتقال: 8 رمضان 1442ھ/21 اپریل 2021ء

گلگت: جمعیت علماء اسلام گلگت کے امیر اور ہمارے کرم فرما مولانا عطاء اللہ شہاب کے چھوٹے بھائی عنایت اللہ مرحوم، انتقال: 9 رمضان 1442ھ/22 اپریل 2021ء

لاہور: جمعیت علماء السلام کے سابق مرکزی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد ریاض درانی رحمہ اللہ انتقال: 2 رمضان 1442ھ/15 اپریل 2021ء

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں، درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائیں۔ آمین

بیاد
مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

بانی
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

MADRSAH MAMURAH

DAR-E-BANI HASHIM, MEHRBAN COLONY,
MULTAN.(PAKISTAN)

(RM/01/2014-15/184)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان | 0300- 6326621 061- 4511961 | قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مکرم ومحترم جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، صحت وسلامتی عطاء فرمائیں اور دنیا وآخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ (آمین)

"مدرسہ معمورہ" ملتان حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جسے حضرت کے سالِ وفات 1961ء میں آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ ان کے انتقال 12 نومبر 1999ء کے بعد ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ (انتقال: 6 فروری 2021ء) مدرسہ معمورہ اور جماعت کے دیگر اداروں بالخصوص مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کی سرپرستی فرماتے رہے۔ الحمدللہ! ان دینی اداروں میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، تعلیم حدیث وفقہ اور دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام جاری ہے۔ اب تک تین ہزار سے زائد طلباء حفظِ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

"جامعہ بستانِ عائشہ" 1990ء میں جامعہ بستانِ عائشہ قائم کر کے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظ قرآن، درسِ نظامی، میٹرک اور تعلیم بالغاں کے شعبوں میں پانچ سو طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رہائشی مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا جس پر جامعہ بستانِ عائشہ کی تعمیر جدید کی گئی۔ گراؤنڈ فلور کی تعمیر مکمل جبکہ فرسٹ فلور کے تین کمرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ مزید چار کمروں کی تعمیر باقی ہے۔

مدرسہ کا ماہانہ خرچ (1,660,000) سولہ لاکھ ساٹھ ہزار سے متجاوز اور سالانہ بجٹ تقریباً (20,000,000) دو کروڑ روپے ہے۔

☆ رہائشی طلباء کے طعام پر سالانہ 1000 من گندم خرچ ہوتی ہے۔

طلباء کو درسی کتب، خوراک، لباس، علاج، ماہانہ وظائف مدرسہ فراہم کرتا ہے۔ تعمیرات کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

تعمیر جدید الحمدللہ 2019ء میں بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

مستقبل کے تعمیری منصوبوں کا تخمینہ ☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً: (30,000,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

مدرسہ ختم نبوت چناب نگر (سابق ربوہ) میں "دار القرآن" اور دیگر درس گاہوں کی تعمیر کا تخمینہ: (30,000,000) تین کروڑ روپے ہے۔

ایک درس گاہ کی تعمیر پر (700,000) سات لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ایک کمرہ کی تعمیر اپنے ذمے لے کر صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

خیراتی "مسلم ہسپتال" چناب نگر تخمینہ تعمیر تقریباً (60,000,000) چھ کروڑ روپے ہے۔ ابتدائی طور پر ڈسپنسری کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات، فطرانہ، عشر اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا بیش بہا اجر آپ کو عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ آپ پہلے بھی تعاون فرماتے ہیں مگر موجودہ حالات اور مشکلات کا تقاضا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ توجہ فرمائیں اور تعاون میں اضافہ فرمائیں۔

اُمید ہے، آپ اس خالص دینی درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ تعاون آپ فرمائیں، دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔

ترسیل زر کے لیے:

بذریعہ بینک: آن لائن، چیک یا ڈرافٹ بنام مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 5010030736200010 برانچ کوڈ 0729 "دی بینک آف پنجاب" ملتان

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: 07290160065740001

والسلام مع الاکرام، آپ کا دعا گو
سید محمد کفیل بخاری
☆ مدیر: مدرسہ معمورہ، ملتان
☆ مہتمم: مدرسہ ختم نبوت، چناب نگر (سابق ربوہ)

بذریعہ منی آرڈر: سید محمد کفیل بخاری، مہتمم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-6326621, 061-4511961

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY

کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

24 گھنٹے سروس

اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس